شمارہ ۳

جلد ۱۹

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آل عمران)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ

انصار اللہ

ربوہ

امان ۱۳۵۷ ہش

مارچ ۱۹۷۸ء

ایڈیٹر :
سید عبدالحئی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تَامُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

آل عمران

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ

انصار اللہ

ربوہ

○ امان ۔۔۔ ۱۳۵۷ ہش

○ مارچ ۔۔۔ ۱۹۷۸ء

○ ربیع الثانی ۔۔۔ ۱۳۹۸ھ

ایڈیٹر

سید عبد الحی

قیمت سالانہ

دس روپے

فی پرچہ

ایک روپیہ

فہرست مضامین

★ ═══════ ★

پبلشر ۔۔۔۔۔ چوہدری محمد ابراہیم

مطبع ۔۔۔۔۔ ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقام اشاعت ۔۔۔۔۔ دفتر ماہنامہ انصار اللہ

دار الصدر جنوبی ربوہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلد ۱۹　　ماہنامہ انصار اللہ ربوہ　　شمارہ ۳

امان ۱۳۵۷ ہش

صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ جناب صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب
کا
زعمائے انصار اللہ کے نام ایک گرانقدر مکتوب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

مکرمی و محترمی　　السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

الحمد للہ کہ ۱۳۵۶ ہش / ۱۹۷۷ء اختتام کو پہنچا۔ اب نیا سال کئی ذمہ داریاں لے کر شروع ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں نئے عزم، نئے جوش و ولولہ کے ساتھ اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

نئے سال کا لائحہ عمل آپ کی خدمت میں پیش ہے۔ براہ کرم اپنی مجلس عاملہ کا اجلاس جلد از جلد بلا کر ان کو ہر شعبہ سے متعلق ضروری ہدایات دے دیں۔ اور اپنے کام کو اس ڈھنگ سے جاری رکھنے کی تلقین کریں۔ کہ سال کے اختتام تک سارے لائحہ عمل پر پوری طرح عمل ہو جائے اور کوئی

شعبہ یا کوئی جزو تشنۂ تکمیل نہ رہے۔

چند امور خاص طور پر توجہ طلب ہیں انہیں پیش نظر رکھیں۔ ان کی تکمیل کے لئے جس قربانی ایثار اور جدوجہد کی ضرورت ہے۔ امید ہے کہ اراکین انصار اللہ اس سے گریز نہیں کریں گے۔ یہ آپ کا کام ہے کہ انہیں لائحۂ عمل کی طرف مناسب رنگ میں توجہ دلاتے رہیں اور حسن عمل، حسنِ تدبیر، اور دعاؤں کے ذریعہ ان کا تعاون حاصل کریں اور اپنے فرائض سے عہدہ برآ ہوں۔ جن امور کی طرف خاص طور پر توجہ مبذول کرنے کی ضرورت ہے وہ یہ ہیں۔

۱۔ سورۃ الجمعہ کی ابتدائی آیات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے علیہ السلام کی جو خدمت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سپرد فرمائی ہے۔ اس کی تکمیل کے سلسلہ میں تین امور بطور خاص بیان کئے ہیں۔ یعنی تلاوت آیات، تزکیہ نفس اور تعلیم قرآن یہی کام حضور کی جماعت کے بھی ہیں۔ اسی قرآنی ہدایت کی روشنی میں حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے انصار اللہ کے گزشتہ سالانہ اجتماع کے موقعہ پر جو خاص پروگرام جماعت کے سامنے رکھا تھا اس کو پورا کرنا تمام اراکین انصار اللہ کا فرض ہے۔ اور یہ ذمہ داری دوسرے افراد کی نسبت مجلس انصار اللہ پر بوجہ ان کے عہد کے زیادہ عائد ہوتی ہے۔ حضور کے پیش کردہ پروگرام کو بطور یاد دہانی اختصار کے ساتھ اس جگہ بیان کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ یہ درج ذیل شقوں پر مشتمل ہے۔

ا۔ ہر احمدی خاندان کا ہر فرد کم از کم اردو لکھ پڑھ سکتا ہو۔

ب۔ ہر گھرانہ میں کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام موجود ہوں اور زیر مطالعہ رہیں اور انہیں بچوں کو پڑھانے کا انتظام ہو۔ اس سلسلہ میں مزید فرمایا کہ تین ماہ میں کم از کم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک کتاب ضرور خرید لیا کریں۔ اور خریدنے کی ترتیب یہ رکھی کہ حضور علیہ السلام نے جو آخری کتاب تصنیف فرمائی اسے پہلے خرید کر پڑھیں۔ اور پھر اس سے قبل کی کتب علی الترتیب خریدتے چلے جائیں۔

اس سے قبل تعلیم القرآن کے سلسلہ میں حضور نے یہ بھی ہدایات دی ہیں کہ

۱۔ قرآن کریم کی تلاوت روزانہ با ترجمہ کی جائے۔ اور جہاں تک ممکن ہو اس غرض کیلئے تفسیر صغیر سے استفادہ کیا جائے۔ جو لوگ عالم فاضل ہیں انہیں بھی تفسیر صغیر کے ترجمہ سے اپنے آپ کو مستغنی نہیں سمجھنا چاہیئے۔

۲۔ تعلیم القرآن کا کام باقاعدگی کے ساتھ سارا سال جاری رکھا جائے۔ اور روزانہ ایک یا دو آیات کا لفظی ترجمہ بطور سبق پڑھایا جائے تاکہ الفاظ قرآنی کے معانی ذہن نشین ہو جائیں۔

۳۔ گھروں میں بھی درس کا سلسلہ شروع کیا جائے۔ اور ایک رکوع کے مطالب واضح کئے جائیں۔

۲۔ قیادت تعلیم کے زیر اہتمام سہ ماہی امتحانوں کا جو سلسلہ جاری ہے۔ ان میں کوشش اور بار بار توجہ دلانے کے باوجود شامل ہونے والوں کی تعداد بہت غیر تسلی بخش ہے۔ مجالس کی تعداد اور جماعت کی وسعت کے پیش نظر جتنے اراکین کو ان امتحانوں میں حصہ لینا چاہیئے اتنے نہیں لے رہے۔ یہ تغافل قابل افسوس اور قابل اصلاح ہے۔ امتحانات کا سلسلہ تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی زندگی میں تجویز فرمایا تھا۔ اور اپنی ہی تصانیف بطور نصاب مقرر کی تھیں۔ اس سے ان کی اہمیت اور افادیت عیاں ہے اس بارے میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے رضی اللہ عنہ نے ۱۹۶۴ء کے اجتماع انصار اللہ کے موقعہ پر انصار سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا۔

"مجھے یہ دیکھ کر افسوس ہوا کہ کتب سلسلہ کے امتحانوں میں شریک ہونے والوں کی تعداد خدام میں بھی اور انصار میں بھی ابھی تک بہت کم ہے۔ اس کا ایسا انتظام ہونا چاہیئے کہ کوئی خواندہ ممبر انصار اللہ سوائے بیماری یا کسی اور سخت معذوری کے ایسے امتحان کی شرکت سے محروم نہ رہے۔ یہ امتحان گویا ایک گھریلو درس گاہ کا حکم رکھتا ہے۔ اور ضروری ہے کہ ان امتحانوں میں انصار اللہ زیادہ سے زیادہ حصہ لیں۔۔۔۔۔ حضرت مسیح موعودؑ فرمایا کرتے تھے کہ جو احمدی ہماری کتابوں کو کم از کم تین دفعہ نہیں پڑھتا۔ اس میں مخفی کبر کا مادہ پایا جاتا ہے۔"

میں تمام عہدہ داران انصار اللہ سے اپیل کرتا ہوں کہ اس نقص کا جلد از جلد ازالہ ہو جانا چاہیئے۔ ہر ممکن طریق سے اس امر کی کوشش کریں کہ اس سال امتحانات میں شامل ہونے والوں کی تعداد میں معتد بہ اضافہ ہو۔

۳۔ ہمارا ماہنامہ انصار اللہ ابھی تک اپنے پاؤں پر کھڑا ہونے کے قابل نہیں ہوا۔ یہ رسالہ آپ کا ترجمان ہے اس کی اشاعت کو بڑھانا اور اسے زیادہ سے زیادہ مفید بنانا آپ کی ہی ذمہ داری ہے۔ صرف دس روپے اس کا سالانہ چندہ ہے۔ اور یہ اتنی بڑی رقم نہیں جو آپ پر بوجھ ہو۔ آپ کی تھوڑی سی توجہ سے اس کی اشاعت میں اضافہ ہو سکتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو زیور علم سے آراستہ کیا ہے۔ تو اپنے رشحات قلم سے اس کے اوراق کو مزین کیجئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کی ایک خصوصیت اِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ۔ بتائی گئی ہے۔ اس نقطۂ نگاہ سے آپ اپنے ماہنامہ کی اشاعت بڑھا کر اور اس کے لئے مفید علمی اور تحقیقی مضامین لکھ کر نہ صرف اس کے معیار کو بلند کرنے والے ہوں گے۔ بلکہ مندرجہ بالا پیشگوئی کو پورا کرنے میں حصہ دار بننے کی سعادت حاصل کریں گے۔

۴۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری جماعت کو اسلام کا عملی نمونہ ظاہر کرنے کے لئے قائم فرمایا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہم

تَخَلَّقُوْا بِاَخْلَاقِ اللّٰہِ کا رنگ اپنے اوپر چڑھانے کی کوشش کریں اور جس حد تک ممکن ہو اپنی عملی زندگیوں کو اسلام کی تعلیم کے مطابق ڈھالیں کہ اس دور میں یہی تبلیغ کا بہترین ذریعہ ہے۔ اس کے علاوہ اپنی آئندہ نسل کی تعلیم و تربیت کی طرف توجہ کرنا ہماری اخلاقی اور مذہبی ذمہ واری ہے۔ اس سے قطعاً غفلت نہیں برتنی چاہیئے۔ مال و دولت تو کسی وقت بھی سمیٹی جا سکتی ہے۔ لیکن اگر بروقت اور پوری توجہ کے ساتھ اولاد کی تربیت نہ کی جائے۔ تو اس کے ضائع ہونے کا قوی احتمال ہے۔ اولاد کی پوری نگہداشت نہ کرنا اور ان میں دین کی محبت اور رغبت کا جذبہ پیدا نہ کرنا اللہ تعالےٰ کی ایک بڑی نعمت کی ناشکری بھی ہے۔ اس لئے میں آپ سے بڑے خلوص دل کے ساتھ اپیل کرتا ہوں کہ پورے انہماک سے اس کام کی طرف متوجہ ہوں۔ اگلی نسل کو سنبھالے بغیر غلبۂ اسلام کی مہم کامیابی سے ہمکنار نہیں ہو سکتی۔ اگر ہم اپنے بچوں کو ہی نہیں سنبھال سکے۔ تو جن قوموں کے ہم استاد بنائے گئے ہیں۔ ان کی تعلیم و تربیت کی ذمہ واری سے کیسے عہدہ برآ ہو سکیں گے۔ خدا کرے کہ قیامت کے دن اس معاملہ میں بھی ہم اپنے رب کے حضور سرخرو ہو سکیں۔

۵۔ آپ کو جس قدر کام کرنے کی توفیق ملے۔ بلا کم و کاست اس کی رپورٹ مقررہ فارم پر مرکز میں ارسال کریں تا کہ مرکز کو آپ کی جدوجہد اور مساعی کا علم ہو سکے۔ اور آپ کا مرکز سے رابطہ قائم رہے۔ بالفرض اگر کسی وجہ سے کوئی قابلِ ذکر کام نہیں کر سکے تو معذوری کا ہی اظہار کر دیجئے۔ خاموشی سے معذرت بہتر ہے۔ یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لیں کہ جس طرح اپنے فرائض کی ادائیگی ضروری ہے۔ اسی طرح اس کی اطلاع مرکز کو بھجوانا بھی ضروری ہے۔ اس کے بغیر نہ رابطہ قائم رہتا ہے۔ اور نہ کام درست طور سے چل سکتا ہے۔ پس ہر شعبہ سے متعلق ضروری کوائف اعداد و شمار کے رنگ میں مرتب کر کے ہر ماہ کی دس تاریخ تک اپنی کارگزاری کی رپورٹ ضرور بھجوا دیا کریں۔

اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اپنی ذمہ واریوں کو سمجھنے اور ان سے کما حقہٗ عہدہ برآ ہونے کی توفیق عطا کرے۔ اور جو کام اس نے جماعت کے سپرد کیا ہے ہم اس کو سرانجام دے کر اس کے حضور میں سرخرو ہو سکیں۔ آمین

والسّلام

خاکسار :- مرزا مبارک احمد

صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ

— (کلماتِ طیبات حضرت مسیح موعود علیہ السّلام) —

استقامت

مستقیم وہ ہے جو سب بلاؤں کو برداشت کرکے اپنی استقامت کا ثبوت دے

"ثابت قدمی خدا تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے حاصل ہوسکتی ہے جب تک استقامت نہ ہو بیعت بھی ناتمام ہے۔ انسان جب خدا تعالیٰ کی طرف قدم اٹھاتا ہے۔ تو راستہ میں بہت سی بلاؤں اور طوفانوں کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے جب تک ان میں سے انسان گزر نہ لے۔ منزلِ مقصود کو پہنچ نہیں سکتا۔ امن کی حالت میں استقامت کا پتہ نہیں لگ سکتا۔ کیونکہ امن اور آرام کے وقت تو ہر ایک شخص خوش رہتا ہے۔ اور دوست بننے کو تیار ہے۔ مستقیم وہ ہے کہ سب بلاؤں کو برداشت کرے۔

مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کی موت کو دیکھو اور اس پر غور کرو کہ بڑی عبرت کی جگہ ہے۔ کس طرح ناگہانی موت ان پر وارد ہوئی۔ ہر ایک شخص کو سمجھنا چاہیئے کہ یہ دن کسی وقت آنے والا ہے سب کو اس کے واسطے تیار رہنا چاہیئے۔ ان باتوں کا تصور اور مطالعہ انسان کو سچا مومن بنا دیتا ہے۔ جب انسان دنیا کی طرف جھکتا ہے اور بہت امور کو اپنے گلے ڈال لیتا ہے۔ تو ایک طولِ امل پیدا ہو جاتا ہے۔ طولِ امل سے ہی سب خرابیاں پیدا ہوتی ہیں جو شخص عمر کو لمبا سمجھتا ہے۔ اور بڑی بڑی امیدیں کرتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ یہ کروں گا وہ کروں گا۔ اس کے واسطے دل کی پاکیزگی کا حصول مشکل ہے۔ مومن کو چاہیئے کہ رات کو سوئے اور صبح کو اٹھنے کی امید نہ کرے۔ اور صبح اٹھے تو رات تک زندگی کی امید نہ رکھے۔ سب سے اعلیٰ اور آخری بات یہ ہے کہ دل کی پاکیزگی حاصل ہو۔ جب خدا تعالیٰ کسی پر فضل کرتا ہے تو دل کی پاکیزگی اس کو عطا کرتا ہے بغیر فضلِ الٰہی کے پاکیزگی حاصل نہیں ہوسکتی۔ اوّل بات یہ ہے کہ طولِ امل جاتا رہے۔ تب انسان تسلی پکڑتا ہے جب انسان دن بھر ناجائز وسائل اختیار کرتا ہے اور دنیا کمانے کے پیچھے پڑا رہتا ہے تو دل ناپاک ہو جاتا ہے۔ مگر موت سے زیادہ اور کوئی واعظ نہیں یہی بڑا واعظ ہے۔"

(ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۱۹۷، ۱۹۸)

منظوم عربی کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

مقام صحابہ رضی اللہ عنہم

وَاهًا لِأَصْحَابِ النَّبِيِّ وَجُنْدِهِ ۔ حَفَدُوا إِلَيْهِ بِشِدَّةٍ وَرَخَاءِ

غَمَسُوا بِبَرَكَاتِ النَّبِيِّ وَفَيْضِهِ ۔ فِي النُّورِ بَعْدَ تَمَزُّقِ الْأَهْوَاءِ

قَامُوا بِإِقْدَامِ الرَّسُولِ بِغَزْوِهِ ۔ حَضَرُوا أَجَنَابَ إِمَامِنَا لِفِدَاءِ

فَدَمُ الرِّجَالِ لِصِدْقِهِمْ فِي حُبِّهِمْ ۔ تَحْتَ السُّيُوفِ أُرِيقَ كَالْأَطْلَاءِ

بَلَغَ الْقُلُوبُ إِلَى الْحَنَاجِرِ كُرْبَةً ۔ فَتَخَيَّرُوا لِلّٰهِ كُلَّ عَنَاءِ

قَبِلُوا لِدِينِ اللّٰهِ كُلَّ مُصِيبَةٍ ۔ حَتّٰى رَضُوا بِمَصَائِبِ الْإِجْلَاءِ

(منن الرحمٰن)

- نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ اور آپؐ کے لشکر پر صد آفرین کہ وہ سب دکھ سکھ میں آپؐ ہی کی طرف جھکے رہتے تھے۔
- وہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی برکات اور فیض سے اپنی خواہشات کو فنا کرکے نور میں غرق ہو چکے تھے۔
- وہ صحابہ رسول اکرمؐ کے حملہ کے ساتھ میدانِ جنگ میں ڈٹ گئے۔ اور ہمارے امام کے حضور قربان ہونے کے لئے حاضر ہو گئے۔
- ان کے محبت میں صادق ہونے کی وجہ سے تلواروں کے نیچے ان مردوں کا خون بھیڑ بکریوں کی طرح بہایا گیا۔
- میدانِ جنگ میں جب جنگ کی ہولناکیوں سے دل حلق تک پہنچ گئے تو ان فدائیوں نے اللہ تعالےٰ کی خاطر تمام تکلیفیں خوشی سے برداشت کیں۔
- انہوں نے دین کی راہ میں تمام سختیاں قبول کیں حتیٰ کہ جلاوطنی کے مصائب کو بھی خوشی سے برداشت کیا۔

منظوم فارسی کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

مقامِ مصطفٰے صلّی اللہ علیہ وسلم

آں شہِ عالم کہ نامش مصطفٰے ۔۔۔ سیّدِ عشّاقِ حق شمس الضحٰی
آنکہ ہر نورے طفیلِ نورِ اوست ۔۔۔ آنکہ منظورِ خدا منظورِ اوست
آنکہ بہرِ زندگی آبِ رواں ۔۔۔ در معارف ہمچو بحرِ بیکراں
آنکہ بر صدق و کمالش درجہاں ۔۔۔ صد دلیل و حجّتِ روشن عیاں
آنکہ انوارِ خدا بر روئے او ۔۔۔ مظہرِ کارِ خدائی کوئے او
آنکہ جملہ انبیاء و راستاں ۔۔۔ خادمانش ہمچو خاکِ آستاں
آنکہ مہرش می رساند تا سما ۔۔۔ می کند چوں ماہِ تاباں در صفا

(براہین احمدیہ حصہ چہارم)

- وہ شہِ عالم جس کا نام مصطفٰے ہے حق تعالیٰ کے عشاق کا سردار اور مہر تاباں ہے۔
- وہ کہ تمام انوار اس کے طفیل ہیں۔ اللہ اس کا پسندیدہ خدا کا پسندیدہ ہے۔
- وہ کہ جس کا وجود زندگی کے لئے آبِ رواں ہے۔ اور حقائق و معارف کا بحرِ ناپید اکنار ہے۔
- وہ کہ جس کی سچائی اور کمال پر دنیا میں سینکڑوں دلائل اور روشن براہین ظاہر ہیں۔
- وہ کہ جس کے روئے مبارک سے انوارِ الٰہی برستے ہیں۔ اور اس کا کوچہ خدا تعالیٰ کے عجیب کاموں کا مظہر ہے۔
- وہ کہ تمام نبی اور راستباز خاکِ در کی طرح اس کے خادم ہیں۔
- وہ کہ جس کی محبت انسان کو آسمان تک پہنچا دیتی ہے۔ اور صفائی میں اسے ماہِ تاباں کی طرح بنا دیتی ہے۔ ۔۔۔۔

جناب مولانا عبدالمالک خان صاحب ناظر اصلاح وارشاد

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غریب پروری

خواجہ و مر عاجزاں را بندہ
بادشاہ و بے کساں را چاکرے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس زمانہ میں پیدا ہوئے وہ ظلم و استبداد کا زمانہ تھا۔ امراء عیش پرست اور غرباء مفلوک الحال تھے جن کا نہ کوئی داد خواہ تھا نہ کوئی فریاد رس! قبل از بعثت آپ لوگوں کو غریب طبقہ پر ظلم و ستم دیکھتے تو آپ کا دل درد سے بھر جاتا۔ چنانچہ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ غریب اور مظلوم لوگوں کی حمایت کے لئے ایک مجلس حلف الفضول بنائی گئی جس میں آپ شریک ہوئے۔ اور ہمیشہ اس کو پسند فرمایا۔ یہ بات بتاتی ہے کہ خداتعالیٰ نے آپ کے قلب اطہر میں غریب اور مظلوم طبقے کے لئے انتہائی محبت اور شفقت ودیعت فرمائی تھی۔ اسی طرح جب آپ کی شادی حضرت خدیجۃ الکبریٰ سے ہوئی تو اس وقت حضرت خدیجہؓ نے آپ کے اخلاق سے متاثر ہو کر اپنے تمام اموال اور اپنے غلام حضورؐ کی خدمت میں پیش کر دیئے۔ آپؐ نے حضرت خدیجہؓ سے فرمایا تم اس بارہ میں اچھی طرح سوچ لو آپؐ نے جب ان اموال کو اپنے تصرف میں لیا تو سارا مال غریبوں میں تقسیم کر دیا۔ اور غلاموں کو آزاد کر دیا۔ ان غلاموں میں حضرت زیدؓ بھی تھے جو کسی شریف خاندان کے فرد تھے۔ لیکن کسی نے ان کو مکہ میں لاکر فروخت کر دیا تھا۔ جب ان کے والدین کو پتہ چلا کہ زید مکہ میں ہیں تو وہ انہیں لینے کے لئے مکہ میں پہنچے۔ اور حضورؐ سے ملاقات کی اور کہا کہ جتنا مال آپ لینا چاہیں لے لیں۔ اور زید کو آزاد کر دیں۔ آپؐ نے فرمایا میں تو زید کو آزاد کر چکا ہوں اور انہیں بلا کر ان کے باپ سے ملوایا۔ باپ بیٹا ایک دوسرے سے مل کر بہت خوش ہوئے۔ لیکن جب حضرت زیدؓ کو ان کے والد نے گھر واپس جانے کے لئے کہا تو انہوں نے صاف انکار کر دیا۔ اور کہا میں تمہیں چھوڑ سکتا ہوں۔ لیکن رسولِ خدا کو نہیں چھوڑ سکتا۔ یہ حضورؐ کی غریب پروری

کا ہی اثر تھا۔ کہ حضرت زیدؓ نے والدین کو قربان کرنا پسند کیا۔ لیکن رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی جدائی کو برداشت نہ کیا۔

آپؐ فلاکت زدہ لوگوں کی فلاح وبہبود کے لئے ہمیشہ دردمند دل کے ساتھ دعائیں فرماتے تھے پھر جب خدا نے آپ کو نوع انسان کے لئے رحمۃ للعالمین بنا کر مبعوث فرمایا۔ تو آپ نے دنیا کے سامنے جو تعلیم اور عملی نمونہ پیش کیا۔ وہ ایسا شاندار ہے کہ اس سے بڑھ کر دنیا میں نہ کوئی تعلیم ہو سکتی ہے۔ اور نہ کوئی نمونہ۔ ماں کی شفقت اولاد کے حق میں ایک مانی ہوئی شفقت ہے۔ لیکن رسول خدا نے غرباء کے ساتھ جس شفقت کا سلوک کیا وہ ماں کی شفقت سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ؎

آں ترحمہا کہ خلق از وے بدید
کس نہ دیدہ در جہاں از مادرے

غرباء کی شفقت کے چند نمونے آپ کی سیرت سے پیش کئے جاتے ہیں۔

۱۔ آپؐ غرباء کو سوسائٹی میں مناسب مقام دینے کے لئے ہمیشہ سعی فرماتے۔ چنانچہ ایک دفعہ آپ بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص آپ کے پاس سے گزرا۔ آپؐ نے اس کی بابت ایک دوسرے شخص سے دریافت کیا کہ اس کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے تو اس نے اسے معزز قرار دیا آپ خاموش ہو گئے۔ اس کے بعد ایک اور شخص گزرا۔ آپؐ نے اسی شخص سے اس گزرنے والے کی بابت بھی دریافت فرمایا جو غریب اور نادار معلوم ہوتا تھا اس نے کہا کہ غریب آدمی ہے اسے کوئی اپنی لڑکی دینا پسند نہ کرے گا۔ اور نہ ہی کوئی اس کی باتوں کو سنکر توجہ ہی دے گا۔ یہ سنکر آپؐ نے فرمایا اس غریب آدمی کی قیمت اس سے بھی زیادہ ہے کہ ساری دنیا سونے سے بھر دی جائے۔

(بخاری کتاب الرقاق۔ باب فضل الفقر)

۲۔ ایک غریب عورت مسجد کی صفائی کیا کرتی تھی۔ رسول مقبولؐ نے کچھ دن اس کو نہ دیکھا۔ آپؐ نے فرمایا وہ عورت نظر نہیں آتی۔ لوگوں نے بتایا کہ وہ فوت ہو گئی ہے۔ آپؐ نے فرمایا تم نے مجھے اس کے فوت ہونے کی اطلاع کیوں نہ دی۔ میں بھی اس کے جنازہ میں شریک ہوتا۔ پھر فرمایا شاید تم نے اس کو غریب سمجھ کر حقیر جانا ایسا کرنا درست نہ تھا۔ مجھے بتاؤ اس کی قبر کہاں ہے۔ پھر آپؐ اس کی قبر پر گئے اور دعا کی۔

(مسلم جلد دوم باب فضل الضعفاء)

۳۔ ایک دفعہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم بازار میں تشریف لے جا رہے تھے۔ تو آپ کے ایک غریب صحابی جو اتفاقی طور پر نہایت بدصورت تھے۔ گرمی کا موسم تھا بوجھ اٹھانے کی وجہ سے چہرے پر گرد و غبار پڑا ہوا تھا اس وقت رسول خدا نے آپ کو دیکھا اور خاموشی سے اس کے پیچھے چلے گئے اور ان کی آنکھوں پر اپنے ہاتھ رکھ دیئے تاکہ وہ یہ اندازہ کریں کہ کس نے اس کی آنکھیں بند کی ہیں۔ انہوں نے اپنے ہاتھ سے آپ کا جسم اور بازو ٹٹول کر سمجھ لیا کہ یہ رسولِ خدا ہیں اور یہ محسوس کر کے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ اظہارِ محبت کر رہے ہیں۔ انہوں نے اپنا مٹی سے آلودہ پسینہ سے بھرا ہوا جسم رسولِ خدا کے لباس سے ملنا شروع کر دیا۔ آنحضرتؐ مسکراتے رہے، اور آپ نے انہیں ایسا کرنے سے منع نہیں فرمایا۔ بلکہ آپ نے مذاقاً یہ فرمایا کہ میرے پاس ایک غلام ہے کوئی اس کا خریدار ہے۔ یہ سنکر انہوں نے افسردگی سے کہا یا رسول اللہ میرا خریدار دنیا میں کوئی نہیں آپ نے فرمایا نہیں نہیں ایسا مت کہو۔ تمہاری قیمت خدا کی نظروں میں بہت زیادہ ہے۔

(مشکوٰۃ باب المزاح)

۴۔ حضرت ابوہریرہؓ کا واقعہ:۔

حضرت ابوہریرہؓ جو ہمیشہ مسجد میں رہتے تھے اور بعض دفعہ آپ کو کئی کئی وقت کا فاقہ ہو جاتا تھا۔ ایک دن جبکہ آپ کو شدت کی بھوک لگی ہوئی تھی۔ آپ نے بجائے سوال کرنے کے یہ مناسب سمجھا کہ حکمت کے ساتھ اپنی ضرورت کو واضح کیا جائے۔ چنانچہ انہوں نے حضرت ابوبکرؓ سے اس آیت یوثرون علیٰ انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ کے معنے دریافت فرمائے۔ حضرت ابوبکرؓ نے آیت کریمہ کا مطلب سمجھا دیا۔ پھر حضرت عمرؓ گزرے۔ ان سے بھی یہی سوال کیا۔ اور انہوں نے بھی وہی جواب جو ابوبکرؓ نے دیا تھا دے دیا۔ حضرت ابوہریرہ دل ہی دل میں کہنے لگے کہ یہ کوئی مجھ سے زیادہ قرآن مجید جانتے ہیں۔ میں نے تو خیال کیا تھا کہ انہیں میری شکل دیکھ کر کھانا کھلانے کا خیال پیدا ہو جائے گا۔ ابھی وہ کھڑے ہی تھے کہ پیچھے سے ایک پیار کی آواز آئی۔ ابوہریرہؓ تم بھوکے ہو؟ یہ رسولِ خدا کی آواز تھی۔ حضرت ابوہریرہؓ نے عرض کی کہ ہاں یا رسول اللہ سخت بھوک لگی ہوئی ہے۔ آپ نے فرمایا ابو ہریرہؓ ہم بھی بھوکے تھے لیکن ایک دوست نے دودھ کا پیالہ بھیج دیا ہے۔ آؤ دودھ پئیں۔ حضرت ابوہریرہؓ بہت خوش ہوئے اور پیچھے چل پڑے۔ آپ نے فرمایا۔ ابوہریرہؓ مسجد میں جاؤ شاید کچھ اور لوگ بھی بھوکے ہوں ان کو بھی ساتھ لے آؤ۔ ابوہریرہؓ فرماتے ہیں مجھے یہ سنکر فکر ہوا کہ پیالہ بھر دودھ ہے اسے بھلا کون کون پئے گا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا چونکہ ارشاد تھا چلا گیا۔ چنانچہ مجھ جیسے چھ آدمی تھے جنہیں

میں ساتھ لے آیا۔ میں نے دل میں خیال کیا چونکہ میں سب سے زیادہ بھوکا ہوں۔ رسول خدا مجھے سب سے پہلے دودھ پینے کے لئے دیں گے۔ مگر آپؐ نے ان چھ میں سے ایک کو پیالہ دے دیا۔ جب وہ آدمی پی چکا تو آپؐ نے دوبارہ پینے کے لئے فرمایا۔ اس نے پھر پیا اور کہا حضور پیٹ بھر گیا۔ پھر آپؐ نے وہ پیالہ دوسرے کو اور پھر تیسرے کو اور پھر چوتھے کو میں نے دل میں خیال کیا۔ کہ اب خیر نہیں۔ میرے لئے کیا بچے گا۔ مگر ان چھ آدمیوں کے پی لینے کے بعد بھی جب دودھ کا پیالہ میرے پاس پہنچا تو میں نے دیکھا وہ ویسا ہی بھرا ہوا ہے۔ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوہریرہ اب تم پیو۔ میں نے دودھ پیا اور میرا پیٹ بھر گیا۔ جب میں پی چکا تو آپ نے فرمایا ابوہریرہ پھر پیو۔ مَیں نے پھر پیا۔ آپ نے فرمایا ابوہریرہ پھر پیو میں عرض کیا یا رسول اللہ اب تو میری انگلیوں میں سے بھی دودھ نکلے گا۔ پھر آپؐ نے ہم ساتوں آدمیوں کا جھوٹا خود پیا۔ اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو صحابہؓ کی دلجوئی اور خدمت کا کتنا احساس تھا۔

۵. آپؐ جو تعلیم لائے اس میں غرباء کی فلاح و بہبود کے جو احکام و طریق کار مذکور ہیں حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے الفاظ میں آپ کو سناتا ہوں۔

۶. غرباء کے مالوں کی حفاظت :۔ ایک دینار تقسیم کے وقت رہ گیا آپؐ کو نماز پڑھاتے ہوئے یاد آگیا۔ آپؐ فوراً گھر تشریف لے گئے۔ اور اسے مستحق کو بھجوا دیا۔

آپؐ نے فرمایا غلام سے اتنا کام لو جتنا وہ کر سکتا ہے۔۔ اور اس کے ساتھ مل کر کام کرنے کو عار نہ سمجھو جب سفر کرو تو یا تو اس کے لئے بھی سواری کا انتظام کرو یا پھر اس کی باری مقرر کرو۔ صدقہ کو اپنی اولاد کے لئے حرام قرار دیا۔

۷. قانون کا اطلاق امیر و غریب پر یکساں کیا جانے کی تعلیم دی۔ آپؐ نے فرمایا۔

وَاللّٰهِ لَوْ سَرِقَتْ بِنْتِیْ فَاطِمَۃُ لَقَطَعْتُ یَدَھَا

میری بیٹی فاطمہ بھی چوری کرے تو میں اس کے ہاتھ بھی کاٹ دوں۔ حدیثوں میں آتا ہے کہ قیامت کے دن خدا تعالے بعض لوگوں سے کہے گا۔ کہ اے ابن آدم میں بیمار ہوا لیکن تو نے میری عیادت نہیں کی میں بھوکا رہا اور میں نے کھانا بھی مانگا مگر تو نے مجھے کھانا نہ کھلایا۔ میں پیاسا رہا اور تجھ سے پانی مانگا۔ مگر تو نے مجھے پانی نہ پلایا۔ بندہ خدا سے پوچھے گا اے اللہ تو کب بیمار ہوا کہ میں نے عیادت نہ کی۔ کب تو نے مجھ سے کھانا اور پانی مانگا اور میں نے نہ دیا۔ اس پر خدا فرمائے گا کہ میرا فلاں بندہ بیمار تھا تو نے اس کی بیمار پرسی نہ کی۔ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا مانگا۔ اور تو نے

اسے کھانا نہ کھلایا۔ میرے بندے نے تجھ سے پانی مانگا۔ مگر تونے اسے پانی نہ پلایا۔

(مسلم جلد ۲ کتاب البر والصلہ باب فضل عیادۃ المریض)

یہ حدیث نبوی بتاتی ہے کہ غرباء کا خیال رکھنا خدا تعالیٰ کو کس قدر پسند ہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سیرت ہمارے لئے یہ راہ نمائی کرتی ہے۔ کہ ہم اپنے غرباء کا بے حد خیال رکھیں اور ہر رنگ میں غرباء کی امداد ضروری ہے۔

جو صبر کریں گے وہ آخر فتح یاب ہوں گے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"تم خدا کے ہاتھ کا ایک بیج ہو جو زمین میں بویا گیا۔ خدا فرماتا ہے کہ یہ بیج بڑھے گا اور پھولے گا اور ہر طرف سے اس کی شاخیں نکلیں گی اور ایک بڑا درخت ہو جائے گا۔ پس مبارک وہ جو خدا کی بات پر ایمان رکھے اور درمیان میں آنیوالے ابتلاؤں سے نہ ڈرے کیونکہ ابتلاؤں کا آنا بھی ضروری ہے تا کہ خدا تمہاری آزمائش کرے کہ کون اپنے دعوئے بیعت میں صادق اور کون کاذب ہے۔ وہ جو کسی ابتلاء سے لغزش کھائیگا وہ کچھ بھی خدا کا نقصان نہیں کریگا اور بدبختی اسکو جہنم تک پہنچائے گی۔ اگر وہ پیدا نہ ہوتا تو اس کے لئے اچھا تھا۔ مگر وہ لوگ جو آخیر تک صبر کرینگے اور ان پر مصائب کے زلزلے آئینگے اور حوادث کی آندھیاں چلیں گی اور قومیں ہنسی اور ٹھٹھا کرینگی۔ اور دنیا ان سے کراہت کے ساتھ پیش آئیگی وہ آخر فتح یاب ہوں گے اور برکتوں کے دروازے ان پر کھولے جائیں گے۔"

(رسالہ الوصیت صفحہ ۱۰-۱۱)

تبلیغ اور دعا

پیغام حق کے پہنچانے میں احمدی مبلغین کو کس قسم کی مشکلات پیش آتی ہیں۔ اور پھر اللہ تعالیٰ انہیں اپنے فضلوں سے کس طرح دور کرتا ہے اور مبلغین کو کامیابی بخشتا ہے۔ اس کے نمونے احمدی مبلغین میدان تبلیغ میں اکثر دیکھتے ہیں۔ حال ہی میں صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل التبشیر نے مکرم بشیر احمد صاحب آرچرڈ مبلغ انگلستان کو ان کی کوششوں کے سلسلہ میں ایک حوصلہ افزا پیغام بھجوایا جس کے نتیجہ میں انہوں نے انہوں نے اپنی تبلیغی کوششوں کو دوچند کر دیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کی کوششوں کو شرف قبولیت عطا فرمایا مسٹر آرچرڈ کے ایک حالیہ خط کا اقتباس احباب کے ازدیاد ایمان کے لئے پیش ہے۔ جو انہوں نے مکرم و محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب کو لکھا ہے۔　　(حمید محمد خان نائب وکیل التبشیر)

"آپ نے مجھے ارشاد فرمایا تھا کہ دسمبر کے آخر تک میں کم سے کم دو احمدی ضرور بناؤں۔ میں نے قریباً چھ ہفتے ہوئے یہ مقصد حاصل کرنے کے لئے مصمم ارادہ کیا۔ اس کے پیش نظر میں نے پہلے سے زیادہ مستعدی سے کوششیں شروع کیں۔ ملاقاتوں کے دائرے کو وسیع کیا کہ جو میں گزشتہ چھ ماہ میں نہ کر سکا تھا اس معاملہ کو پوری اہمیت دی۔ اور کامیابی حاصل کرنے کا مصمم ارادہ کیا اور ناکامی قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ ہفتے پر ہفتہ گزرتا گیا۔ لیکن میری تبلیغی کوششوں کا کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا۔ میں مختلف لوگوں سے ملتا لیکن سب بے سود۔ ساتھ کے ساتھ میں پُر امید ضرور رہتا اور دعائیں بھی کرتا تھا۔ کل دسمبر کا آخری دن تھا اور صبح جب بیدار ہوا تو کوئی کامیابی حاصل نہ ہوئی تھی۔ بظاہر یہی معلوم ہوتا تھا کہ میں اپنے مقصد کے حصول میں ناکام ہو گیا ہوں۔ مجھے یہ بھی سمجھ نہ آتا تھا کہ اب میں اس سلسلہ میں کس سے ملوں۔ جب یہ صورتِ حال پیدا ہوئی۔ تو یہی سوچا کہ اب سارا معاملہ اللہ کے سپرد ہے۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے بہت دعا کی۔ اسی صبح پھر مجھے آپ کا خط ملا۔ جس میں یہ پیغام تھا۔

"میرا تجربہ ہے کہ جب بھی کوئی اس قسم کا نیک منصوبہ بناتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے غیر معمولی کامیابی بخشتا ہے۔"

میں اب بھی پُر امید تھا چنانچہ بعض دوستوں کے پاس گیا۔ وہ میرا پیغام سننے کے لئے تیار نہ تھے

جب میں دوپہر کے کھانے کے لئے گھر آیا تو اب میعاد ختم ہونے میں صرف نصف دن باقی رہ گیا تھا۔ وقت سرکتا چلا جا رہا تھا۔ اب مجھے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ میں کس کے پاس جاؤں اور کیا کروں۔ لیکن میں ناکامی قبول کرنے کے لئے بالکل تیار نہ تھا۔

اسی شام مجھے مارشیس کے ایک میاں بیوی کے بارے میں اطلاع ملی وہ ہمارے گھر سے کئی میل دور رہتے ہیں جنہیں میں جانتا بھی نہ تھا۔ میں نے انہیں فون کیا۔ انہوں نے مجھ سے ایک ہفتہ بعد ملنے کا وعدہ کیا۔ میں نے یہی سوچا کہ یہ اب آخری موقعہ ہے اور میں ان سے ملنے کے لئے چلا گیا جب میں ان کے گھر پہنچا۔ تو وہ مجھے دیکھ کر کچھ حیران تو ہوئے۔ لیکن اندر بلا لیا۔ اور ہماری تبلیغی گفتگو شروع ہو گئی۔ دوران گفتگو انہوں نے مجھے بتایا کہ وہ احمدیت کے بارے میں مارشیس میں پہلے سن چکے ہیں۔ آخر کار نو بجکر ۴۵ منٹ پر دونوں میاں بیوی نے بیعت فارموں پر دستخط کر دیئے۔ ابھی ماہ دسمبر کے اختتام میں سوا دو گھنٹے باقی تھے فالحمد للہ۔

ہمارے لئے تعلیم

"اس کے بندوں پر رحم کرو اور ان پر زبان یا ہاتھ یا کسی تدبیر سے ظلم نہ کرو۔ اور مخلوق کی بھلائی کے لئے کوشش کرتے رہو۔ اور کسی پر تکبر نہ کرو۔ گو اپنا ماتحت ہو اور کسی کو گالی مت دو۔ گو وہ گالی دیتا ہو۔ غریب اور حلیم اور نیک نیت اور مخلوق کے ہمدرد بن جاؤ تا قبول کئے جاؤ۔ بہت ہیں جو حلم ظاہر کرتے ہیں مگر وہ اندر سے بھیڑیے ہیں۔ بہت ہیں جو اوپر سے صاف ہیں مگر اندر سے سانپ ہیں۔ تم اس کی جناب میں قبول نہیں ہو سکتے جب تک ظاہر و باطن ایک نہ ہو۔ بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو نہ کہ ان کی تحقیر۔ اور عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو۔ نہ کہ خودنمائی سے ان کی تذلیل۔ اور امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو۔ نہ خودپسندی سے ان پر تکبر۔ ہلاکت کی راہوں سے ڈرو۔ اور تقوےٰ اختیار کرو۔"

[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]

از شیخ نور احمد صاحب منیر فاضل

حضرت مولوی حافظ فضل الدین صاحب کھاریاں

۳۱۳ صحابہ

حضرت حافظ مولوی فضل الدین صاحب کی ولادت تقریباً ۱۸۵۴ء میں ہوئی۔ آپ کے والد کا اسم گرامی حافظ عبد اللہ تھا۔ آپ گوجر برادری سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ خود حافظ قرآن تھے۔ آپ کے دو بھائی بھی قرآن کریم کے حافظ تھے اور والد صاحب بھی حافظ قرآن تھے۔ اپنے علاقہ میں بزرگ اور صاحب حیثیت شخصیت تھے۔ آپ کھاریاں ضلع گجرات کے رہنے والے تھے۔ فارسی اور اردو میں تعلیم حاصل کی۔ آپ کو دینی کتب کے مطالعہ کا غیر معمولی شغف تھا۔ اکثر وقت مطالعہ میں گزارتے۔ نماز کے بہت ہی پابند تھے۔

کھاریاں کے قریب موضع جنڈ میں حافظ علم الدین صاحب قاری سے حفظ قرآن کا شرف حاصل کیا۔ آپ نہایت اعلےٰ معیار کے حافظ قرآن تھے۔ چار سال موضع آہی آدان میں قاضی سلطان محمود صاحب کے مکتب میں عربی ادب، منطق اور صرف ونحو پڑھتے رہے۔ قاضی صاحب موصوف سے علم حاصل کرنے کے بعد آپنے تلونڈی ضلع گورداسپور میں مولوی عبد اللہ صاحب کے ہاں قرآن کریم اور حدیث شریف کا علم حاصل کیا۔ یہ مولوی عبد اللہ صاحب اپنے زمانہ میں علمی شہرت رکھتے تھے۔ اور یگانہ روزگار تھے۔ اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے بھی استاد تھے۔ تلونڈی کی آب وہوا آپ کے موافق نہ تھی۔ آپ یہاں بیمار ہو گئے۔ کچھ عرصہ تلونڈی میں قیام کرنے کے بعد واپس کھاریاں آ گئے۔ مگر حصول علم کا شوق اور جستجو آپ کو سہارن پور لے گئی۔ اور مولوی مظہر الدین صاحب کے ہاں مدرسہ اسلامیہ میں داخل ہو گئے۔ یہاں آپ نے دو سال تک تعلیم حاصل کی۔ اس عرصہ میں آپ کے بھائی حافظ علم الدین صاحب بیمار ہو گئے۔ اس لئے آپ کو واپس کھاریاں بلا لیا گیا . . . . گھریلو حالات تبدیل ہو چکے تھے۔ آپ کے دو بھائی وفات پا گئے تھے۔ آپ کے والدین اکثر مغموم رہتے تھے۔ ان حالات کی بناء پر آپ نے سہارن پور واپس جانے کا پروگرام ترک کر دیا۔ آپ متقی اور عالم تھے۔ لوگوں نے آپ سے درخواست کی کہ آپ نماز جمعہ پڑھایا کریں۔ اس پر آپ نے باؤلی غربی میں نماز جمعہ پڑھانی شروع کر دی۔ آپ کے صاحبزادہ مکرم ماسٹر سعد الدین صاحب بی۔ اے کا بیان ہے کہ والد صاحب

کو بہت سی ملازمتیں ملتی تھیں۔ مگر والد صاحب نے ان تمام ملازمتوں کو قبول نہ کیا۔ کیونکہ آپ نے اس امر کی نیت کی ہوئی تھی کہ آپ قوم کو دینی تعلیم دیں گے۔ مگر آسمان پر یہ امر مقدر تھا کہ آپ حضرت امام الزمان مسیح پاک علیہ السلام کی آغوش میں آئیں۔ اور حضور کی صحبت مبارکہ سے روحانی استفادہ کریں۔ آپ نے سہارنپور سے واپسی کے بعد بعض اختلافی مسائل پر مختلف علماء و مشائخ سے تبادلہ خیال کیا۔ مگر آپ نے ہر موقعہ پر فتح حاصل کی اور آپ کی لیاقت و قابلیت کا علماء اور حکام وقت نے اعتراف کیا۔ ہندو اور سکھ بھی آپکو عزت و توقیر کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور آپ کے علم و فضل کا سکہ مانتے تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعوےٰ سے قبل کھاریاں میں آریہ قوم نے اودھم مچا رکھا تھا یہ لوگ اکثر اسلام پر اعتراض کرتے۔ معجزہ شق القمر اور دوسرے معجزات نبوی پر گندی زبان میں اعتراض کرتے۔ جس میں استہزا کا رنگ ہوتا۔ قرآنی آیات پر اعتراض انتہائی غلیظ انداز میں کرتے۔ آپ نے خدا تعالیٰ کے حضور بڑی رقت سے دعا کی۔ آپ نے رویا میں دیکھا کہ مشرق کی جانب دُور سے گرد اٹھتی نظر آتی ہے۔ میں پوچھتا ہوں یہ کیا ہے تو کسی نے جواب دیا کہ امام مہدی کی فوجوں نے کافروں کی فوجوں کو شکست دی ہے اس لئے وہ بھاگے جا رہے ہیں اور یہ گرد پیدا ہوئی ہے۔ اتنے میں گرد و غبار دور ہو گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک زمین کا قطعہ ہے اس میں ایک خیمہ نصب ہے اس کے اندر ایک بزرگ تشریف فرما ہیں۔ میں خیمہ کے اندر داخل ہوتا ہوں اور اس بزرگ کی بیعت کرتا ہوں تو بیعت لینے کے بعد وہ مجھے سکھاتے ہیں لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ۔ اس کلمہ کے پڑھنے سے مجھے بہت لطف آتا ہے۔ اور رقت طاری ہو جاتی ہے میں جب بیدار ہوا تو منہ سے یہ کلمہ جاری تھا۔ اور آنسو بہہ رہے تھے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں ایک ہفتہ تک اس رویا سے لطف اور روحانی حظ حاصل کرتا رہا۔ اس کے بعد جمعہ کے روز آپ نے یہ خواب لوگوں کو سنایا اور آپ نے اس رویا کی تعبیر کرتے ہوئے فرمایا کہ عنقریب کوئی مرد خدا اسلام کی تائید کے لئے کھڑا ہوگا۔ اس رویا کے بعد آپ کو کتاب سرمہ چشم آریہ ملی۔ آپ نے اس کا مطالعہ کیا اور اس کے مطالعہ سے بہت خوش ہوئے کیونکہ اس میں آریہ مذہب کا بطلان تھا اس کتاب کے مطالعہ کے بعد آپ کے دل میں یہ خیال گزرا۔ کہ میری رویا کے مطابق اس کتاب کا مصنف حضرت مرزا غلام احمد قادیانی ہی دین کی تائید کے لئے کھڑے ہوں گے۔ ابھی حضور کا دعوےٰ ماموریت نہ تھا اس لئے آپ خاموش رہے۔

حضرت حافظ صاحب کے والد ماجد حافظ عبداللہ صاحب ابھی زندہ تھے کہ آپ نے بھی اس کتاب کا مطالعہ کیا اور اس کتاب کے مطالعہ سے آپ کو مصنف کتاب سے غیر معمولی محبت ہو گئی۔ مگر آپ حضور کے دعوےٰ سے قبل ہی وفات پا گئے۔ مگر آپ نے اپنے پیچھے ایسا خلف الرشید چھوڑا کہ جو مسیح پاک کا مخلص

صحابی ہوا اور جو کھاریاں میں احمدیت کا ستون تھا۔ اور اپنوں اور غیروں میں نیکی اور تقویٰ کی وجہ سے نابغہ تھا۔

(۲)

ایک دن مسجد میں آپ کو ایک شخص نے ایک ورقہ اشتہار دیا جس کا مضمون یہ تھا کہ مجھے خدا تعالیٰ نے بتلایا ہے کہ پہلا مسیح فوت ہو چکا ہے۔ اور اب آنے والا مسیح میں ہوں۔ حضرت مولوی برہان الدین صاحب جہلمی سے آپ کو عقیدت تھی وہ ایک روز کھاریاں آ گئے۔ اور آپ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعویٰ کے متعلق بات کی۔ حضرت مولوی برہان صاحب نے تو بیعت کر لی تھی۔ حضرت حافظ صاحب نے بھی ستمبر ۱۸۹۱ء میں قادیان جا کر حضرت اقدس کی بیعت کر لی۔

جماعت احمدیہ میں شمولیت کے بعد کھاریاں میں مخالفت شروع ہو گئی۔ کھاریاں کے مضافات میں آپ کے ساتھ کئی مناظرات ہوئے۔ چنانچہ موضع ڈوگہ۔ ملکہ میں مناظرات ہوئے۔ اور آپ کو شاندار کامیابی ہوئی۔ ایک تحریری مناظرہ محمود گنجوی سے سات روز وفات مسیح پر ہوا۔ ایک مناظرہ آپ کا مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی سے وفات مسیح پر ہوا۔ ان مناظرات کا اثر علاقہ کھاریاں پر اتنا نمایاں اور شاندار تھا کہ کئی جماعتیں اس علاقہ میں قائم ہو گئیں۔ پرائیویٹ ملاقاتوں میں کئی اشخاص نے اچھا اثر لیا۔ اور کئی اشخاص حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے قائل ہو گئے۔ حضرت غلام شاہ صاحب ساکن نورنگ مشہور عالم آپ سے ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ اور اس ملاقات کے نتیجہ میں وہ احمدیت میں شامل ہو گئے اور نورنگ میں ایک اچھی جماعت قائم ہو گئی۔ چک سکندر میں حضرت حافظ احمد الدین صاحب مرحوم نے بیعت کر لی اور وہاں ایک بڑی جماعت قائم ہو گئی۔ ایسا ہی تھال۔ آڑہ۔ بوسیانوالی۔ بھویا مقامات پر جماعتیں قائم ہو گئیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آپ سے بہت ہی محبت تھی۔ ایک دفعہ آپ نے اپنے قیام قادیان پر حضور سے کھاریاں واپس آنے کی اجازت مانگی۔ تو حضور نے فرمایا ٹھہر جائیں۔ ابھی جانے کی اجازت نہیں ہے۔

جب وقت آپ نے بیعت کی تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کو تین باتوں کی تلقین فرمائی۔

اوّل۔ ایاك نعبد و ایاك نستعین کا نماز میں تکرار کیا کریں۔ اس سے توجہ قائم رہتی ہے اور خشوع و خضوع پیدا ہوتا ہے۔

دوم۔ استغفار اور درود شریف کثرت سے پڑھا کریں

سوم۔ حتی الوسع نماز تہجد ادا کیا کریں۔

(باقی دیکھیں ص۲۳ پر)

چوہدری غلام رسول صاحب دار الحمد لاہور

مقصدِ بعثتِ مہدی علیہ السلام
کی
تکمیل میں ہماری ذمہ واریاں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کی غرض غلبۂ اسلام یعنی اسلام کی نشأۃ ثانیہ کا قیام تھا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے اپنے مفوضہ کام کو نہایت کامیابی کے ساتھ سرانجام فرما گئے۔ اور جماعت کو ایک ایسی شاہراہ پر گامزن کر گئے۔ کہ جو مطلوبہ مقصد کے حصول کی صراطِ مستقیم ہے اور اپنے بیش قیمت تحریری و تقریری دلائل و براہین کا ایک خزانہ جو صرف قرآن کریم کے گہرے مطالعہ اور حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت میں سرشار ہو کر اس پر عمیق غور اور تدبّر کے نتیجہ میں حاصل ہوا ہمارے لئے چھوڑ گئے ہیں۔ جس کو کام میں لا کر ہم وہ مطلوبہ مقصد یعنی غلبۂ اسلام کو قریب سے قریب زمانہ میں حاصل کر سکتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے درس قرآن مجید کے معارف۔ حضرت مصلح موعود کی تفسیر کبیر و دیگر تصانیف جو روحانی علوم کے سمندر ہیں اور حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی تعلیم القرآن کی ترویج میں اللہ تعالیٰ کے پیار میں ڈوبی ہوئی تحریکات اور جو غلبۂ اسلام کے ایام قریب تر لانے کے عظیم منصوبہ کو پیش کرنا سب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چھوڑے ہوئے روحانی خزائن کے مرہون منت ہیں۔ جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود عشق رسول صلے اللہ علیہ وسلم میں فنا ہو کر اور ان سے فیض یاب ہو کر حاصل کئے تھے۔ اب ہم میں سے ہر ایک اپنی اپنی بساط کے مطابق اس سعی و کوشش میں ہے کہ خدا کرے یہ غلبۂ اسلام کے دن ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ سکیں۔ مگر کیسے! اس کے لئے بڑی جدوجہد کی ضرورت ہے ہر قسم کی قربانیوں کی ضرورت ہے۔

جب کبھی ریڈیو پر نعت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سنتے ہیں تو حسرت سے بے اختیار آہ نکلتی ہے کہ کاش حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا شیریں اور عارفانہ کلام جو آپ نے اپنے محبوب آقا کی شان میں کہا ہے، موجودہ زمانہ کے آلات نشر و اشاعت کے ذریعہ اقوام عالم کو سنا سکتے۔ یا پھر جب کبھی حکومت کی طرف سے اسلامی مسائل سے متعلق کسی سیمینار کے منعقد کرنے کا اعلان ہوتا ہے۔ اور اس میں ہر طبقہ فکر کے نمائندہ کو مدعو کیا جاتا ہے۔ مگر اس

فی الوقت کمزور جماعت کو یکسر نظر انداز کر دیا جاتا ہے تو دل کی حالت دگرگوں ہونے لگتی ہے۔ ایسا کب تک ہوتا رہیگا اور کب تک ہم حسرت سے اس وقت کا انتظار کرتے رہیں گے۔ جب اس چھوٹی اور ہر لحاظ سے کمزور جماعت کو بھی قابلِ توجہ سمجھا جائے گا؟

ان سوالات کا جواب ہم اپنے دل سے پوچھ کر حاصل کر سکتے ہیں کہ کیا ہم اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے اپنی استعداد کے مطابق پوری طرح انتہائی کوشش کر رہے ہیں اور حَاسِبُوْا قَبْلَ اَنْ تُحَاسَبُوْا کے اصول کے تحت ذرا غور کریں کہ کیا ہم اپنے پیارے امام کی بتائی ہوئی ہدایات پر پوری طرح عمل پیرا ہو رہے ہیں یعنی:-

۱۔ ہم روزانہ کتنی نمازیں باجماعت ادا کرتے ہیں اور جو نمازیں باجماعت ادا نہیں ہوسکیں۔ ان کے لئے کیا عذر معقول ہے۔ جس سے ہمارا اپنا ضمیر بھی مطمئن ہوسکے؟ اگر نہیں بلکہ محض اپنی سستی اور کمزوری کے باعث باجماعت نمازیں ادا نہیں کی گئیں تو کیا ہم نے استغفار کرتے ہوئے اگلے دن اسی سستی سے بچنے کا عزم کر لیا ہے؟

۲۔ اپنے مفوضہ کام مثلاً حصول تعلیم، تجارتی کاروبار، دفتری کام، محنت مزدوری وغیرہ کے متعلق آپ کو تسلی ہے۔ کہ اپنی طاقت کے مطابق پوری دیانتداری سے ان کاموں کو آج ہی پورا کر دیا ہے۔ اور آج کا کام کل پر نہ چھوڑا۔

۳۔ اپنے متعلقین مثلاً والدین و دیگر بزرگان عزیزان۔ پڑوسی، افسران اور ماتحت ملازمین وغیرہ میں سے کسی کی آپ کی وجہ سے دل آزاری تو نہیں ہوئی جس کا آپ کو اب افسوس ہو رہا ہے۔ اگر کوئی ایسی بات ہے، تو صبح ہی سب سے پہلے اس کے ازالہ کا عہد کر کے سوئیں۔

۴۔ آج کے دن اللہ تعالیٰ کا بندہ بننے کی کہاں تک کوشش ہوسکی؟ خصوصاً اس کی صفات ربوبیت رحمانیت اور رحیمیت کا کس کس طرح مظاہرہ کر سکے۔ یعنی اپنے اور بیگانہ میں تفریق کئے بغیر حاجت مند کی حاجت روائی بغیر کسی کے توجہ دلانے کے از خود معلوم کر کے کی؟ ملازم یا مزدور کی حوصلہ افزائی کے لئے اس کے حق سے کچھ زیادہ دیا ہے۔ کسی کے اچھے سلوک کرنے کے مقابل اس سے بہتر سلوک کا مظاہرہ کیا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف توجہ دلانے کے لئے چند ایک مثالیں ہیں۔ اور ان کے ادا کرنے سے ہی حقوق اللہ صحیح رنگ میں ادا ہو سکتے ہیں۔ کیونکہ نماز روزہ وغیرہ تو نفس انسانی کو سدھانے کے لئے ہیں تاکہ حقوق العباد ادا کرتے وقت کوئی دقت محسوس نہ ہو۔ نہایت خوش اسلوبی اور پورے شرح صدر سے ادا ہوں۔ جس طرح سدھایا ہوا گھوڑا تانگہ

کھینچنے میں کوئی تکلیف محسوس نہیں کرتا۔ اسی طرح جو شخص صحیح طور پر نماز روزہ اور دیگر عبادات بجا لاتا ہے، وہی مخلوق خدا کے حقوق ادا کرنے میں پورا اترتا ہے۔

۵۔ کیا آج آپ نے غلبۂ اسلام کے ایام قریب تر لانے کے لئے امام وقت کے بتائے ہوئے روحانی منصوبہ صد سالہ جوبلی پر عمل کر لیا ہے یعنی

ا۔ ماہ رواں کے آخری ہفتہ میں مقررہ دن کا روزہ رکھنے کا پختہ ارادہ کر لیا ہے۔

ب۔ سورۂ فاتحہ کا سات بار غور اور تدبر سے ورد کر لیا ہے۔

ج۔ تسبیح تحمید تکبیر اور درود بر نبی برحق صلے اللہ علیہ وسلم کا ۳۳، ۳۳ بار ورد ہو چکا ہے؛

د۔ استغفار کا ورد ۱۰۰ بار (اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَیْہِ) پورا کر لیا ہے۔

س۔ ذیل کی دعائیں گیارہ گیارہ بار دہرائیں:

۱۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَ نَعُوْذُ بِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ

۲۔ رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکٰفِرِیْنَ

ان کے علاوہ اپنی زبان میں غلبۂ اسلام کے دن قریب لانے کے لئے دعا مانگنے میں مصروف ہیں؛ اگر اس پروگرام میں کوئی کمی رہ گئی ہے، تو اب پوری کر کے سوئیں۔

اس طریق کار کے مطابق اگر ہم روزانہ کے پروگرام مرتب کر لیں۔ اور مندرجہ بالا پانچوں شقوں کے مطابق توجہ اور پورے شوق اور انہماک سے عمل درآمد جاری رکھیں تو انشاء اللہ وہ دن دور نہیں جب ہم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے مقصد کو پورا ہوتے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے۔ اور ایک جہاں کو ہم حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں لا ڈالیں گے جو آپ پر درود بھیجنے والا ہوگا۔

(حضرت حافظ مولوی فضل الدین صاحب بقیہ صلا)

آپ نے ان تینوں باتوں پر زندگی کے آخری لمحہ تک عمل کیا۔ آپ اپنے علاقہ میں اتنی نیک شہرت رکھتے تھے کہ غیر مسلم ہندو سکھ آپ کو اپنا ثالث مقرر کرتے۔ کئی تنازعات میں آپ کو کمیشن مقرر کیا جاتا اور آپ کا فیصلہ حرف آخر ہوتا۔ کئی مقدمات میں آپ نے فریقین کے درمیان صلح کرائی۔ آپ اوّل درجہ کے منصف تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کا نام ۳۱۳ فہرست میں دوسرے نمبر پر تحریر فرمایا ہے

ایں سعادت بزور بازو نیست ٭ تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

از غلام رسول صاحب اعوان ڈیرہ غازیخان

انسانی زندگی کا مقصد ــــ عرفانِ حق

کسی نے حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ ایمان کیا ہے۔ فرمایا کہ اچھے کام سے تیرا دل خوش ہوجائے اور بُرے کام سے دل میں غم ہو۔ اور گناہ وہی ہے جو تیرے دل میں کھٹکے۔ ایک اور موقعہ پر فرمایا کہ ایمان یہ ہے کہ تو اللہ تعالےٰ کو ہر وقت حاضر و ناظر جانے اور یہ سمجھے کہ وہ مجھے دیکھ رہا ہے۔ اور میرے حال سے باخبر ہے اور میں اُس کے حضور میں ہوں۔ جب انسان یہ تصور رکھے تو اس سے کبھی گناہ سرزد نہیں ہوتا۔ اور اس کا ہر لمحہ عبادت بن جاتا ہے۔ دوسرے یہ کہ ہر کام کی ابتدا بسم اللہ سے کرے بسم اللہ کے اصل معنے اور مقصد ہی یہ ہے کہ اے اللہ میں یہ کام تیری رضا اور اطاعت میں کر رہا ہوں۔ یہ میرے نفس کے لئے نہیں ہے۔ کیونکہ نفس کا تعلق شیطان سے ہے۔ یعنی ہر کام خدا کی رضا اور اس کی اطاعت سمجھ کر کرے۔ کیونکہ جو کام نفسانی خواہش کے ماتحت کیا جائے وہ فعل شیطانی ہے۔ اور حرام ہے۔ پھر یہ بھی کہ دنیا کو ہر لحظہ فانی اور بے حقیقت سمجھے۔ کیونکہ اس دنیا میں انسان کو دو روٹی صبح اور دو روٹی شام کو ملتی ہے یہی اس کا رزق ہوتا ہے۔ انسان صبح سے دوپہر تک کہتا ہے کہ یہ دولت میری ہے۔ یہ کارخانہ میرا ہے۔ یہ مال میرا ہے۔ اور دوپہر کو صرف دو روٹی کھا لیتا ہے۔ پھر دوپہر سے شام تک کہتا ہے کہ یہ فیکٹری میری ہے۔ یہ کوٹھی میری ہے۔ یہ کار میری ہے۔ اور یہ سب کچھ میرا ہے۔ اور اس کے بعد وہی مقررہ خوراک کھا کر سو جاتا ہے۔ اور اس طرح اس کی زندگی گزر جاتی ہے۔ اور موت کا وقت آپہنچتا ہے۔ اس وقت اس کو زندگی کی حقیقت کا پتہ چلتا ہے کہ انسان جو کچھ کھا لیتا ہے وہی اُس کا رزق ہوتا ہے۔ اور جو زیادہ ملتا ہے وہ دوسروں کا حصہ ہوتا ہے جب انسان اپنی کمائی گھر لے آتا ہے تو اس کمائی میں اُس کا رزق صرف اتنا ہوتا ہے جتنا وہ کھا لیتا ہے۔ باقی اوروں کا حصہ ہوتا ہے۔ اس میں سے کچھ آٹے والے کو ادا کرتا ہے۔ کچھ لکڑی والے کو کچھ دھوبی اور حجام کو اور کچھ قرض خواہ اور ملازم کو۔ غرض سب کو حصہ وار تقسیم کرنے کے بعد اس کے پاس کچھ نہیں بچتا۔ اگر کچھ بچ جائے تو وہ بھی کسی کا حصہ بن جاتا ہے۔ خواہ وہ بیٹے کا ہو یا بیٹی کا۔ یا کسی اور کا جسے یا تو انسان اپنی زندگی میں اپنے ہاتھ سے دے دیتا ہے۔ اگر زندگی میں نہیں دیتا تو مرنے کے بعد لینے والا

آجاتا ہے کہ یہ میرے والد یا چچا تھے۔ یہ مال مجھے دے دو۔ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ دولت سے عیش و آرام اور سکون و اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ وہ غلطی پر ہیں۔ کیونکہ جو انسان جس ماحول میں پیدا ہوتا ہے۔ وہ اس کا عادی ہو جاتا ہے۔ اور اسے وہی عیش و آرام محسوس ہوتا ہے۔ جو بادشاہ کو اپنے ماحول میں محسوس ہوتا ہے جتنی لذت ایک بادشاہ کو اپنے کھانے میں آتی ہے ایک غریب کو اپنے کھانے میں آتی ہے۔ کوئی فرق نہیں ہوتا۔ اسی طرح جتنی سردی ایک کوٹھی والے کو اپنی کوٹھی میں محسوس ہوتی ہے۔ اتنی ہی جھگی والے کو اپنی جھگی اور کٹیا میں محسوس ہوتی ہے۔ اگر جھگی والے کو اپنی برداشت سے زیادہ سردی محسوس ہوتی تو سردی کے موسم میں تمام گاؤں فنا ہو جاتے۔ گرمی کے موسم میں جتنی گرمی محلات اور کوٹھی والوں کو محسوس ہوتی ہے۔ اتنی ہی جھونپڑی والوں کو اپنے جھونپڑے میں محسوس ہوتی ہے۔ کیونکہ ان کا جسم اس معیار کا عادی ہو جاتا ہے۔ اس لئے انہیں گرمی محسوس نہیں ہوتی۔ اگر مالدار لوگ کسی بیماری میں مبتلا ہو جائیں۔ تو لاکھ خرچ کرنے والے کو بھی آرام ہو جاتا ہے۔ اور ہزاروں خرچ کرنے والے کو بھی اور سینکڑوں خرچ کرنے والا بھی صحت یاب ہو جاتا ہے۔ اور ایک غریب جس کے پاس کچھ بھی نہیں ہوتا اسے بغیر خرچ کے شفا ہو جاتی ہو جاتی ہے۔ اگر اللہ تعالےٰ ایک مالدار اور غریب میں لذت۔ مسرت۔ راحت۔ نیند۔ آرام وغیرہ میں فرق رکھتا تو نعوذ باللہ ظالم ٹھہرتا۔ نیز اللہ تعالےٰ نے دنیا میں دو کیفیتیں پیدا کی ہیں جنہیں خوشی اور غم کہتے ہیں۔ یہی دو کیفیتیں انسان کی پوری زندگی پر حاوی ہیں۔ یہی دونوں انسانوں میں برابر تقسیم کی ہیں۔ مثلاً ایک بادشاہ اپنے لڑکے یا لڑکی کی شادی کرے۔ اور وہ جس کے پاس کچھ نہیں ہے وہ دو چار سو قرض لے کر خرچ کرے گا۔ خوشی اسے بھی اتنی ہی محسوس ہوگی جتنی بادشاہ یا نواب یا رئیس کو۔ اور اگر دونوں کی خوشی کو ترازو میں رکھ کر تولا جائے۔ تو بالکل برابر اترے گی۔ اسی طرح اگر ایک بادشاہ کا بیٹا مرجائے تو اسے اتنا ہی غم ہوگا جتنا ایک فقیر کا بچہ مرجائے تو اسے غم ہوتا ہے۔ اگر دونوں کے غم کو تولا جائے تو بالکل برابر ہوگا درحقیقت یہ سب فریب نظر اور فریب نفس ہے۔ اور انسان اسی میں مبتلا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے اس دنیا کو دارالامتحان بنایا ہے۔ اور انسان کو امتحان کے لئے چند روز یہاں بھیجا ہے۔ مگر انسان اس حقیقت کو یکسر فراموش کر کے دنیا کی محبت میں گرفتار ہو گیا ہے۔

اگر وسیع النظر ہو کر دیکھا جائے تو جو چیز اللہ تعالےٰ سے ملتی ہے وہ اس کا انعام ہے۔ صرف مال و منال۔ عزت و افتخار اس کا انعام نہیں۔ رنج والم۔ صبر و رضا اور شکستگی بھی اسی کا کرم ہے۔ برسوں کے مجاہدات سے قلب کی اتنی صفائی نہیں ہوتی جتنی کہ ایک لحظہ کے حزن اور شکستگی وارد ہو جانے سے ہو جاتی ہے جب انسان مصائب اور دکھوں میں گھر جاتا ہے۔ تو اسے اپنے رب کی معرفت حاصل ہو جاتی ہے۔ وہ اسے پہچانتا ہے۔

اور اس کے دروازہ کو کھٹکھٹانے پر دجاتا ہے۔ یہی بے بسی اسے اپنے رب کے پاس لے جا کر اس کی اصلاح کا موجب بن جاتی ہے۔ ورنہ آسودگی میں تو بہت ہی کم لوگ خدا کو یاد کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ کم رزقی انسان کو انسان بنانے کے لئے کیمیا ہے بشرطیکہ وہ اس پر صبر کرے۔ اور یہ واقعی درست ہے کہ جب بندہ اللہ تعالےٰ کے دیئے ہوئے آلام پر صبر کرتا ہے۔ تو خود خدا تعالےٰ اس کا ہم نشین بن جاتا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ۔ اور جس کا ہم نشین خدا خود بن جائے اسے غم میں کیا گھبراہٹ۔ پھر صبر کی جزا تو بے حساب رکھی ہے۔ جس کو جزا بے حساب ہے۔ اس کی خوش قسمتی تو قابل رشک ہے۔ پس دکھ اور مصائب کو حقیر نہ سمجھو۔ بلکہ انہیں اللہ تعالےٰ سے تعلق بڑھانے کا ایک ذریعہ سمجھ لو۔ اور در حقیقت یہی راہ سب سے نزدیک تر ہے .... اسی طرح اگر انسان کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے دولتِ دنیا مل جائے۔ اور وہ اس کے نتیجہ میں اس کا شکر گزار اور سپاس گزار بن جائے۔ تو یہ بھی اپنے رب سے تعلق بڑھانے کا ایک ذریعہ ہے شکر صرف زبان سے الحمدللہ کہنے کا نام نہیں بلکہ اس کی محبت کے نتیجہ میں اس کی مخلوق کی بہتری پر خرچ کرنے کا نام ہے۔ خدا تعالےٰ دیکھتا ہے کہ میرا بندہ میری دی ہوئی نعمتوں سے تو محبت کرنے لگ جاتا ہے۔ مجھے بھول تو نہیں جاتا۔ میری راہ میں خرچ کرنے سے گریز تو نہیں کرتا۔ اگر بندہ شکر گزار بنتا ہے اس کی راہ میں بے دریغ خرچ کرتا چلا جاتا ہے۔ تو اللہ تعالےٰ بھی اپنی نعمتوں کو بڑھاتا چلا جاتا ہے۔ یہی اس کا دستور ہے۔ اور یہی اس کا طریق ہے۔ لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ

پس اللہ تعالےٰ گنجینۂ حسن ہی نہیں۔ محبت کا بحرِ بے کراں بھی ہے۔ اس کی بے پایاں رحمت اس کی محبت کا اظہار ہی تو ہے۔ اس کی رحمت ہر شے پر چھائی ہوئی ہے۔ جو ایک قدم بڑھتا ہے وہ اس کی طرف دس قدم آتا ہے۔ جو چل کر آتا ہے وہ اس کی طرف دوڑ کر آتا ہے۔ جو اس سے منہ موڑتا ہے وہ بھی اس سے بے نیازی برتتا ہے۔ رحمت برتتا ہے لیکن خود داری کے ساتھ محبت کرتا ہے مگر محبت کو رسوا نہیں کرتا۔ یہی اس کا مسلک ہے اور یہی طریقہ ہے۔ پس اس گنجینہ حسن و احسان کے ساتھ محبت کرو۔ لیکن اس کی ذات کے سوا مطلب کچھ اور نہ ہو سے

جس کا عمل ہے بے غرض اس کی جزا کچھ اور ہے
حور و خیام سے گزر بادہ و جام سے گزر

ارشاد احمد صاحب شکیب ایم اے صدر جماعت احمدیہ جیکب آباد

جماعت احمدیہ کا جلسہ سالانہ

کہتے ہیں جسے ربوہ مہدی کا ہے کاشانہ
ہر ذرّے میں ہے اس کے اعجاز مسیحانہ

مہدی نے کیا زندہ ہر قوم کے مُردوں کو
اک زندہ حقیقت ہے کل تک تھا جو افسانہ

اسلام کے غلبہ کے ہو جاؤ گے تم قائل
دیکھو گے اگر آکر یہ جلسۂ سالانہ

عشاق کی آمد ہے دیکھو تو ذرا بڑھ کر
یہ جوشِ جنوں ان کا اور جرأتِ رندانہ

ہر دل میں تمنّا ہے پھر طور پہ جانے کی
سکھلائے ہیں مہدی نے اندازِ کلیمانہ

رندوں کو نہیں زیبا آدابِ خردمندی
اے جوشِ جنوں ہر دم اک نعرۂ مستانہ

انوارِ محمدؐ کی دیکھی جو جھلک ان میں
قدموں میں شکیب ان کے دل رکھ دیا نذرانہ

سید عبدالحی ایم اے

مرہم عیسیٰ علیہ السلام

"صلیبی واقعہ کی اصل حقیقت شناخت کرنے کے لئے مرہم عیسےٰ ایک علمی ذریعہ اور اعلیٰ درجہ کا معیار حق شناسی ہے۔" (رازِ حقیقت)

"مرہم عیسیٰ حق کے طالبوں کے لئے ایک عظیم الشان شہادت ہے ۔ اگر اس شہادت کو قبول نہ کیا جائے تو پھر دنیا کے تمام تاریخی ثبوت اعتبار سے گر جائیں گے۔" (مسیح ہندوستان میں)

حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے دعویٰ نبوت کے تھوڑا عرصہ بعد ہی یہودیوں نے محسوس کیا کہ وہ دلائل سے ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ چنانچہ انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر مار دینے کی سازش کی تاکہ انکو ملعون قرار دے کر انہیں ان کے دعوے میں کاذب قرار دیا جا سکے۔

۱۔ جمعہ کی صبح کو یہودیوں کے سربراہ کیفا Caiapha نے عیسیٰ علیہ السلام کو بلایا۔ گفتگو کے شروع میں ہی ایک سپاہی نے آپ کے چہرہ پر زور سے تھپڑ لگایا۔[1]

۲۔ پھر وہاں جمع بہت سے لوگوں نے آپ کے منہ پر تھوکا اور آپ پر مکوں اور طمانچوں کی بارش کر دی۔[2] پھر رسیوں سے آپ کے ہاتھ باندھ کر آپ کو رومی حکومت کے گورنر پیلاطوس کے پاس لایا گیا۔[3]

۳۔ یہودیوں کے شدید اصرار پر جب پیلاطوس بادل ناخواستہ آپ کو صلیب دینے پر رضامند ہو گیا تو قانون کے مطابق رومی سپاہیوں نے آپ کے جسم پر کوڑے برسائے۔ جس سے آپ کا جسم لہولہان ہو گیا۔[4] تمسخر کے لئے آپ کے سر پر کانٹوں کا تاج پہنایا گیا جس سے آپ کا سر بھی زخمی ہو گیا۔[5]

---

[1] یوحنا ۱۸-۲۲ [2] متی ۲۶-۶۷ [3] مرقس ۱۵-۱ [4] مرقس ۱۵-۱۵ [5] مرقس ۱۵-۱۷۔

۴۔ پھر آپ سے وہ وزنی صلیب اٹھوائی گئی جس پر آپ کو صلیب دیا جانا تھا۔ اس صلیب کو لے کر آپ یروشلم شہر کے Struenus Gate سے نکلے۔ ایک طویل وادی کو عبور کر کے ۱؎ چڑھائی چڑھتے ہوئے ایک بلند ٹیلے پر پہنچے جو گلگتا کہلاتا تھا ۳؎

۵۔ اس سے آپ کو لازماً تھکاوٹ بھی ہوئی اور کندھے زخمی بھی ہوئے۔ یہودیوں کے تمسخر اور استہزا سے جو ذہنی تکلیف آپ کو ہوئی وہ اس کے علاوہ تھی۔

۶۔ اس کے بعد آپ کو صلیب پر لٹکایا گیا۔ آپ کے ہاتھوں میں آہنی میخیں ٹھونکی گئیں۔ پاؤں دوہرے کر کے رانوں کے ساتھ مضبوط رسوں سے باندھ دیئے گئے۔ ۴؎ اس حالت میں آپ صلیب پر ۶ سے ۹ گھنٹے تک لٹکے رہے۔ اس دن موسم کے لحاظ سے شدید گرمی پڑی ۵؎۔

اس کے علاوہ یہودیوں کے تمسخر اور استہزاء اور پیغامبر اپنے مشن کی ناکامی اور شدید جسمانی اور ذہنی اذیت Anxiety اور سخت پیاس کی وجہ سے آپ کے اعصاب پر شدید دباؤ پڑ گیا۔

۷۔ حتیٰ کہ شام کے قریب آپ پر گہری بیہوشی چھا گئی۔ اس موقعہ پر آپ کے جسم پر ایک اور گہرا زخم لگا۔ وہ اس طرح کہ ایک رومی سپاہی نے جب دیکھا کہ آپ میں کوئی حرکت نہیں۔ تو اس نے یہ دیکھنے کے لئے کہ آپ میں زندگی کی کوئی رمق باقی ہے یا نہیں۔ آپ کی پسلی میں زور سے نیزہ مارا جس سے گہرا زخم آ گیا ۶؎ گہرا زخم لگنے کے باوجود گہری بے ہوشی کے سبب آپ کے جسم میں کوئی حرکت تو پیدا نہ ہوئی۔ البتہ زخم سے تازہ خون بہہ نکلا جس کو دیکھ کر نکودیمس Nicodemus ۸؎ کو یہ پختہ یقین ہوا کہ عیسیٰ علیہ السلام ابھی زندہ ہیں اور ان کو بچائے جانے کی کوشش کی جا سکتی ہے۔ ۹؎

چنانچہ مسیح علیہ السلام کے ایک اور مرید یوسف آرمتیاہ ۱۰؎ نے جو رومی گورنر پیلاطوس کی کونسل کے ایک با اثر ممبر بھی تھے۔ پیلاطوس سے اجازت لے لی کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب سے اتار کر اپنے خاندانی مقبرے

۱؎ Crucifixion By An Eye Witness P.30 ، ۲؎ ایضاً P. 58 ۔۔۔
۳؎ یوحنا ۱۹ : ۱۸ ۴؎ P. 60 ۵؎ Crucifixion ۶؎ ص ۶۰ ۷؎ ایضاً ۸؎ P.64
ایضاً ۸؎ یوحنا ۱۹ : ۳۴ ۹؎ نکودیمس یہودیوں کی مذہبی کونسل Sanhedrin کا ایک متمول ممبر اور عیسیٰ علیہ السلام کا خفیہ مرید تھا۔ جیوش انسائیکلوپیڈیا کے مطابق اس کا پورا نام بنی ین گوریاں بتایا جاتا ہے۔ یہ ماہر طبیب تھا۔ ۱۰؎ P. 72 Crucifixion ، ۱۱؎ Joseph of Arimathea یہ بھی ایک با اثر اور متمول یہودی تھا۔ مرقس باب ۲ کے مطابق یہ بھی Sanhedrin کا ممبر تھا

([illegible] Encyclopedea)

میں لے جائیں۔ (متی ۲۷: ۵۷ - ۶۰)

چنانچہ آپ کو احتیاط سے صلیب سے اتار کر ایک ایسے کمرے میں لے جایا گیا جو چٹان تراش کر مردے رکھنے کے لئے یوسف آرمتیاہ نے بنوایا تھا۔ اس زمین دوز کمرے کو جراثیم سے پاک کرنے کے لئے پہلے عود Aloes کی دھونی دی گئی [1] اور پھر طبیب نکودیمس نے عیسیٰ علیہ السلام کے زخموں سے چور اور جگہ جگہ متورم جسم پر وہ مرہم اس طرح لگایا کہ ایک کتانی کپڑے LENIN پر یہ مرہم پھیلا دی اور مسیح علیہ السلام کو اس کپڑے میں لپیٹ دیا۔ یہ کپڑا اب تک کفن مسیح کے نام سے محفوظ ہے۔

نکودیمس نے عیسیٰ علیہ السلام کے تمام جسم پر اس مرہم کا لیپ کر دیا۔ اور خاص طور پر اسے ہتھیلیوں کے گہرے زخموں میں بھر دیا گیا۔ البتہ پسلی میں نیزے کے زخم کو اس نے دانستہ طور پر کچھ عرصہ کے لئے کھلا چھوڑ دیا تاکہ اس سے خون رستا رہے۔ اور صلیب پر لٹکنے اور ہاتھ پاؤں رسیوں سے جکڑے جانے سے دل کی طرف جو خون کا دباؤ بڑھ گیا تھا اس میں بتدریج کمی آجائے [2]۔ اس کے علاوہ نکودیمس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے منہ سے منہ لگا کر مصنوعی تنفس دیکر آپ کے دل کو حرکت کرنے میں مدد دی۔ اناجیل میں لکھا ہے کہ نکودیمس نے مرہم تو لگائی لیکن اس کا مقصد لاش کو محفوظ کرنا تھا لیکن طبی کتب میں لکھا ہے

ا۔ یہ مرہم ہر قسم کے نئے اور پرانے زخموں کی اصلاح کے لئے بہت مفید ہے [3]

ب۔ اورام صلبہ و حابسہ کو تحلیل کرتی ہے۔ [4]

ج۔ زخموں کو پیپ اور مردہ گوشت سے پاک کرتی ہے [5]

د۔ زخم میں تازہ گوشت پیدا کرنے اور زخم کے نشانات مٹانے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ [6]

ہ۔ نملہ Numbness کے لئے مفید ہے۔ [7]

اور بقول شیخ الرئیس بوعلی سینا Avicenna (980 - 1037) مذکورہ صفات میں کوئی دوا اس کے مثل نہیں۔ [8] مرہم کی ان صفات سے واضح ہوتا ہے کہ یہ مرہم کسی مردہ کو لگانا ایک غیر معقول بات ہے۔ ایسی صفات کی مرہم کسی زخمی کے علاج کے لئے ہی استعمال ہو سکتی ہے۔

---

[1] Crucifixion By An Eye, Witness P.75 [2] ایضاً ص ۷۷ [3] تذکرہ اولی الالباب والجامع للعجب العجاب تالیف الشیخ داؤد الضریر الانطاکی (وفات ۱۵۹۹) جلد ۱ ص ۲۵۹ [4] مجموعہ بقائی محمود محمد اسماعیل جلد ۲ ص ۴۹۷ [5] مجمع الجوامع و ذخائر التراکیب معروف بہ قرابادین کبیر سید محمد حسین خان مطبوعہ نولکشور جلد ۲ ص ۵۷۵

[6] قرابادین قادری باب ۲۲ ص ۶۳۳

[7] منہاج البیان بحوالہ قرابادین کبیر جلد ۲ ص ۵۷۶

[8] قانون جلد ۵ ص ۹۳ (اردو ترجمہ)

مرہم عیسےٰ کے مفرد اجزا کے خواص کا تجزیہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عیسےٰ علیہ السلام کے زخموں اور اورام کو مدنظر رکھتے ہوئے اسے نہایت حکمت اور دانشمندی سے ترتیب دیا گیا تھا۔ طبی ضروریات کے پیش نظر اس مرہم کے لئے مندرجہ ذیل خواص سے حامل مفردات کو منتخب کیا تھا۔

۱۔ محلل اورام Resolvent اشق زراوند طویل موم صمغ بطم

۲۔ مخدر یعنی درد کا احساس کم کرنے والی Local Anaesthesic : کندر

۳۔ مجفف اور جاذب Desiccant ۔ مردہ سنگ

۴۔ حابس دم Styptic : مقل اور کندر

۵۔ جالی واکال Irritant ۔ زنجار۔ مردہ سنگ

۶۔ دافع تعفن و قاتل جراثیم Antiseptic ۔ لوبان اور مُر

انہی اعلیٰ صفات کی بنا پر اس مبارک مرہم[1] کے استعمال سے حضرت عیسےٰ علیہ السلام باوجود شدید ضربات اور گہرے زخموں کے چند ہفتوں میں ہی صحت یاب ہو گئے تھے۔

مرہم عیسےٰ کا تفصیلی نسخہ۔

مرہم عیسےٰ کے بہت سے نسخے قرابادینوں میں ملتے ہیں۔ بعض نسخوں میں بارہ اور بعض میں سترہ اجزا کا ذکر ہے۔ لیکن مستند نسخوں میں بارہ حواریان مسیح علیہ السلام کی نسبت سے بارہ ہی اجزا مانے جاتے ہیں[2] غالباً اسی لئے ابن جزلہ نے منہاج البیان میں اس مرہم کو مرہم اثناعشری کے نام سے یاد کیا ہے۔[3] سب سے مستند نسخہ شیخ الرئیس بوعلی سینا کا مشہور عالم کتاب القانون کا ہی قرار دیا جاتا ہے۔ اس میں مذکور تفصیلی نسخہ حسب ذیل ہے۔

۱۔ شمع ۔ موم سفید، Wax محلل، ملین اورام صلبہ و مسکن اوجاع ہے۔

۲۔ مقل ازرق Gum Gugal ؎ نباتاتی نام Balsamo Dendron Mukul یہ مُر Myrrh سے مشابہ ایک درخت کا گوند ہے۔ جالی، ملین و ملطف و MUKUL

---

[1] تریاق القلوب روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۴۹۵ حاشیہ

[2] القانون مجموعہ بقائی۔ قرابادین قادری وغیرہ

[3] قرابادین کبیر حکیم محمد حسین خان جلد ۲ صفحہ ۷۶۵

محلل اورام اور مرہم رسل کا جزو اعظم ہے۔ ضماد طاعونی گلٹیوں اور رسولیوں کو تحلیل کرتی ہے۔ اس کی دھونی کیڑوں کو مارتی ہے۔

۳۔ مرداسنج، Plumbi Oxidum مردار سنگ۔ چمکدار، وزنی ڈلیاں۔ سیسہ سے بنتا ہے اکال۔ محلل اورام مرہموں میں استعمال ہوتا ہے۔

۴۔ مُر، Myrrh، نباتاتی نام Balsamo Dendron Myrrh قابض مجفف۔ دافع تعفن۔ نقرس، وجع المفاصل اور عرق النسا میں ضماداً استعمال ہوتا ہے۔

۵ جاؤ شیر Galbanum ایک قسم کا گوند ہے مسخن و محلل اورام۔ جالی ہونے کی وجہ سے قروح خبیثہ اور اورام صلبہ پر ضماداً لگایا جاتا ہے۔

۶۔ زراوند طویل Aristoelchia Longa ایک درخت کی جڑ ہے۔ رطوبت جذب کرتی ہے۔ جمے ہوئے خون اور ریاح کو تحلیل کرتی ہے۔ محلل اور مسخن ہے۔

۷۔ زنجار PER Subacetate of Copper سرکہ اور تانبے سے بنتا ہے۔ رنگ سبز آبی ہوتا ہے۔

۸۔ اشق۔ Gum Ammonicum رال دار گوند ہے۔ محلل اورام ہے۔ اس کا ضماد خنازیر اور صلابت مفاصل میں مفید ہے۔

۹۔ قنہ۔ گندہ بیروزہ RASIN Rasin of Pinuslongifolia مسخن۔ محلل اورام اور مجفف قروح ہونے کی وجہ سے اکثر مرہموں میں استعمال ہوتا ہے۔

۱۰۔ کندر Olibanum ایک درخت کا گوند ہے۔ خراب زخموں کو درست کرتا ہے۔

۱۱۔ راتینج۔ رال Rasin سال درخت کا گوند جو نیم شفاف ڈلیوں میں ہوتا ہے۔ جس سے تارپین کی بو آتی ہے۔ قابض دافع تعفن محلل اورام۔ زخم بھر لاتی ہے۔ گندے مواد سے پاک کرتی ہے۔ اور مواد کو پکاتی ہے۔

۱۲۔ روغن زیتون Olive Oil اعصاب کو اس کی مالش گرم کرتی ہے۔ محلل اورام ہے۔

قانون ابن سینا میں یہ بارہ اجزا مذکور ہیں [۱] لیکن بعض اور قدیم طبی تصانیف میں روغن زیتون اور موم کو اجزا میں شمار نہیں کیا گیا۔ کیونکہ وہ تمام مرہموں کی BASE ہیں۔ انہوں نے کندر کو بھی شامل نہیں کیا۔ اور اس کی بجائے مندرجہ ذیل اجزا کا ذکر کیا ہے [۲]

---

[۱] القانون جلد پنجم مرکبات [۲] تذکرہ اولی الالباب۔ تالیف شیخ داؤد العزیز الانطاکی جلد ا صفحہ ۲۵۶)

۱۔ لوبان **Banzoin** نباتاتی نام **Boswella Glabra** ایک رال دار گوند جو الکوحل میں حل ہو جاتا ہے۔ اس میں بنزوئک ایسڈ پایا جاتا ہے۔ مرہموں میں ڈالنے سے مرہم سالہا سال خراب نہیں ہوتا۔ دافع تعفن ہے اس کے تیل کی مالش پٹھوں کو تقویت دیتی ہے۔ اس کی دھونی جراثیم کش ہے

۲۔ سکبینج ۔ ہینگ کی مانند ایک بدبودار گوند۔ جالی۔ جاذب۔ محلل۔ مسکن۔ اورام صلبہ کو تحلیل کرتا ہے۔ فالج، وجع مفاصل میں بیرونی طور پر استعمال ہوتا ہے۔ انگریزی نام SAGABANUM

۳۔ صمغ البطم ۔ علک البطم پستہ کے درخت کا گوند۔ محلل اورام اور مسکن اوجاع ہے۔ [1]

نوٹ :۔ اناجیل جن کے مصنفین اصل راز سے آگاہ معلوم نہیں ہوتے صرف اس قدر ذکر کرتے ہیں کہ نکودیمس نے واقعہ صلیب کے وقت ۱۰۰ پونڈ مُر **Myrrh** اور عود **Aloes** خریدا تھا۔ ممکن ہے کہ اس نسخہ میں عود بھی ڈالا گیا ہو۔ لیکن حتمی طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا

مفردات کی تعیین کا مفاد یہ بھی ہے کہ گزشتہ چند سالوں میں مسیح علیہ السلام کے کفن پر سائنسی تحقیقات میں بہت پیش رفت ہوئی ہے۔ سائنسدان یہ تحقیق بھی جاری رکھے ہوئے ہیں کہ مسیح علیہ السلام کے کفن میں فلم کی طرح روشنی سے حساسیت کس طرح آگئی کہ اس پر مسیح علیہ السلام کے جسم کا **Negative** آ گیا۔ اس سلسلہ میں اس صدی کے شروع میں فرانس کے جوزف وگنان **Paul Joseph Vignon** نے ایک پولی ٹیکنیک سکول کے پروفیسر **Rene Colson** کی مدد سے یہ مسئلہ حل کرنے کی کوشش کی۔ اس نے انجیل کی محدود معلومات کے مطابق صرف مُر **Myrrh** اور عود **Aloes** پر ہی تجربات کئے تھے[2] اب جبکہ مرہم عیسیٰ کا پورا نسخہ ان سائنسدانوں کے سامنے آئے گا۔ تو ان کے لئے حقیقت تک پہنچنے کے لئے زیادہ آسانی ہوگی۔

یہ مرہم خاص طور پر عیسیٰ علیہ السلام کے لئے تیار کی گئی تھی ۔

طب کی قریباً تمام کتابوں میں جہاں یہ نسخہ مذکور ہے وہاں تصریح کے ساتھ یہ بات لکھی ہے کہ یہ مرہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے ان کے حواریوں نے تیار کی تھی۔ اس ضمن میں ہم ان تمام طبی مصنفین کی اس پیشہ ورانہ دیانت کا اعتراف کرتے ہیں جنہوں نے یہودی، مجوسی، عیسائی یا مسلمان ہو کر اپنے مروجہ عقائد کے خلاف اس

---

[1] مفردات کے انگریزی نام اور خواص۔ کتاب المفردات مصنفہ حکیم مظفر حسین اعوان سے لئے گئے ہیں۔

[2] Das Lennin′ By Kurt Berna

تاریخی امانت کو ہم تک پہنچایا۔

۱۔ محمود محمد اسماعیل جن کو خاقان سے پدر محمد خان کا خطاب ملا تھا لکھتے ہیں۔

"مرہم رسل کہ مسمیٰ است بمرہم سلیخہ و مرہم عیسٰے و اجزائے این دوازدہ عدد است کہ حوارین بجہت عیسٰے علیٰ نبینا و علیہ السلام ترکیب کردہ اند"[۱]

۲۔ حکیم ارزانی لکھتے ہیں

حوارین بحضرت عیسٰے علیٰ نبینا و علیہ السلام ترکیب کردہ اند[۲]

۳۔ حوارین نے حضرت عیسٰے علیہ السلام کے واسطے ترکیب دیا[۳]

۴۔ دوائیں اس مرہم کی بارہ ہیں واسطے حضرت عیسٰے کے ترتیب دیا گیا[۴]

۵۔ شیخ الرئیس ابن سینا نے البتہ صرف اس قدر لکھا ہے۔

"لوگ کہتے ہیں کہ بارہ دوائیں بارہ حواریوں کی طرف منسوب ہیں"[۵]

۶۔ سید محمد حسین خان قرابا دین رومی کے حوالہ سے لکھتے ہیں۔

"لکھا ہے کہ یہ بارہ دوائیں رکھتا ہے حضرت عیسٰے علیٰ نبینا و علیہ السلام کے بارہ حواریوں کی تالیف سے ہر ایک حواری نے ہر ایک دوا کو اختیار کرکے ترتیب دیا ہے۔"[۶]

ان حوالہ جات سے واضح ہے کہ یہ مرہم خاص طور پر حضرت عیسٰے علیہ السلام کے لئے تیار کی گئی تھی اور حضرت عیسٰے علیہ السلام کو اس مرہم کی ضرورت دعوئے نبوت کے بعد پیش آئی تھی۔ کیونکہ مذکورہ حوالہ جات سے یہ بھی واضح ہے۔ کہ یہ مرہم حواریوں نے تیار کی تھی۔ دعوئے نبوت سے پہلے حضرت عیسٰے علیہ السلام کا کوئی حواری موجود نہیں تھا اور دعوئے نبوت کے بعد آپ کے ساتھ سوائے واقعہ صلیب کے کوئی ایسا واقعہ پیش نہیں آیا جس کے لئے اس مرہم کی ضرورت پیش آسکتی ہو۔

مرہم عیسٰے کے نام۔

تمام عربی اور فارسی کتابوں میں اس مرہم کو مرہم عیسٰے، مرہم حوارین، مرہم رُسل اور مرہم سلیخا

---

[۱] مجموعہ بقائی جلد ۲ صفحہ ۴۹۷ [۲] طب اکبر فارسی جلد دوم صفحہ ۴۲۱ باب امراض رحم مطبوعہ ۱۳۲۲ھ [۳] قرابا دین قادری باب ۲۲ صفحہ ۵۶۳ [۴] علاج الامراض حکیم محمد شریف خان مقالہ ۱۹ صفحہ ۸۲۵ [۵] قانون جلد پنجم [۶] مجمع الجوامع و ذخائر التراکیب معروف قرابادین کبیر جلد ۲ صفحہ ۵۷۵

کے ناموں سے لکھا گیا ہے۔ حواریین اور رُسُل آپس میں قریب المفہوم ہیں۔ کیونکہ حواریان مسیح کو مروجہ اناجیل میں رسول ہی کہا گیا ہے۔ البتہ مرہم سلیخا کے نام کے متعلق تحقیق ضروری ہے۔

یہ لفظ چونکہ عربی کا نہیں۔ اس لئے اس کی کتابت مختلف طبی کتابوں میں مختلف ہو گئی ہے۔ سلیخا[1]۔ شلیخا[2]۔ سلیخہ[3]۔ اور ذسلیخا[4]۔ معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے یہ مرہم سلیخا کے نام سے ہی مشہور تھی چنانچہ الشیخ داؤد الضریر الانطاکی (وفات ۱۵۹۹ء) لکھتے ہیں۔

(مرهم الحواريين) ويقال الرسل. وترجمة في القراباذين الرومي بمرهم سليخا[5]

کہ قرابادین رومی میں (جو واقعہ صلیب کے تھوڑا عرصہ بعد ہی تالیف ہوئی تھی) اس مرہم کو مرہم سلیخا کے عنوان کے تحت لکھا گیا ہے۔

سلیخا یا شلیخا عربی یا فارسی کا لفظ نہیں۔ لیکن طبی مصنفین اور مترجمین نے جہاں بیماریوں۔ مفرد و مرکب ادویات اور طبی اصطلاحات کے لئے موزون عربی و فارسی متبادل الفاظ تلاش کر کے استعمال کئے ہیں شلیخا کو اصل حالت میں رہنے دیا ہے۔ تاکہ مرہم کے تاریخی پس منظر۔ زمانہ۔ علاقہ اور متعلقہ امور کے سربستہ راز کے لئے یہ ایک ٹھوس ثبوت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس خاص نکتہ کی طرف توجہ مبذول کراتے ہوئے تحریر فرمایا ہے۔

۱۔ "جب اس قرابادین کا جس میں مرہم عیسےٰ تھی ترجمہ کیا تو عقلمندی سے شلیخا کے لفظ کو جو ایک یونانی لفظ ہے جو باراں کو کہتے ہیں بعینہٖ عربی میں لکھ دیا۔ تا اس بات کا اشارہ کتابوں میں قائم رہے۔ کہ یہ کتاب یونانی قرابادین سے ترجمہ کی گئی۔ اسی وجہ سے اکثر ہر ایک کتاب میں شلیخا کا لفظ لکھا ہوا پاؤ گے"۔[6]

۲۔ "شلیخا کا لفظ جو یونانی ہے۔ جو باراں کو کہتے ہیں۔ ان کتابوں میں اب تک موجود ہے"۔[7]

چونکہ حضرت مسیح کے حواریوں کی تعداد بارہ تھی اور مرہم عیسےٰ کے نسخہ کے اجزا بھی بارہ ہی ہیں۔ اس

---

[1] تذکرہ اولی الالباب [2] مسیح ہندوستان میں [3] مجموعہ بقائی [4] القانون [5] تذکرہ اولی الالباب والجامع للعجب العجاب جلد ۱ صفحہ ۲۵ [6] مسیح ہندوستان میں روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۶۱

[7] مسیح ہندوستان میں روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۶۲

لئے اس کی طرف توجہ دلانے کے لئے اس مرہم کا نام یونانی میں شلیخا رکھا گیا۔ شاید یہی وجہ ہے کہ ابن جزلہ نے اپنی کتاب منہاج البیان میں اس نسخہ کو اثنا عشری کا نام دیا ہے تاکہ شلیخا کا لفظی ترجمہ ہو سکے۔

قرابادین رومی جس میں سب سے پہلے یہ نسخہ ملتا ہے یونانی زبان میں مرتب کی گئی تھی یونانی کتابیں براہ راست بہت کم عربی میں ترجمہ ہوئیں۔ اکثر کتابیں سریانی تراجم سے عربی میں منتقل ہوئیں، سریانی مترجمین کی خواہش ہوتی تھی کہ ترجمہ لفظی ہو۔ تاکہ یونانی متن کو سریانی زبان زیادہ قابل اعتماد بطور پر پیش کر سکے، بسا اوقات جب سریانی مترجم یونانی کتب کے دشوار حصوں کو سمجھنے سے قاصر رہتے تھے۔ تو وہ مشکل الفاظ کو بعینہٖ سریانی حروفِ تہجی میں نقل کر دیتے تھے۔[2] معلوم ہوتا ہے کہ لفظ شلیخا کو بھی سریانی اور عرب مترجمین نے وجہ تسمیہ نہ سمجھنے کی وجہ سے یا دانستہ اصل حالت میں ہی رہنے دیا۔

۲۔ لفظ سلیخا یا شلیخا کی دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ یہ آرامی، سریانی یا عبرانی لغت کا لفظ ہو کیونکہ جہاں طب کے باقی نسخے یونان سے آئے تھے۔ یہ نسخہ خالصتہً سرزمین فلسطین کی پیداوار تھی۔

مندرجہ ذیل قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ شلیخ یا شلیح کے معنی عبرانی میں رسول Apostle کے ہیں۔ اسی لئے جب قرابادین رومی میں اس مرہم کو شلیخا کا نام دیا گیا۔ تو عربی مترجمین نے اس کا ترجمہ مرہم رسل کیا۔ اور قرآن کریم میں چونکہ مسیح کے بارہ رسولوں کو حوارین کا نام دیا گیا ہے۔ اس لئے بعض مترجمین نے اس کا نام مرہم حوارین لکھ دیا۔

ان زبانوں کے نہ جاننے کی وجہ سے میری یہ رائے حتمی نہیں ہے۔

۱۔ جیوش انسائیکلو پیڈیا میں زیر لفظ Apostle لکھا ہے۔

SHELIAH or SHELUAH in Hebrew one invested with representative power. Apostoloi was the official name given to the men sent by the rulers of Jerusalem to collect the half shekel tax for the tample. The tax itself being called APOSTOLOIE.

Eusebius is quoted as saying it is even yet a custom among the jews to call those who carry about circuler letters from their rulers by the name of APOSTLES.

Apostle یعنی رسول کو عبرانی میں شلیحا یا شیلواح کہتے ہیں۔ یعنی وہ شخص جس کو نمائندہ بنا کر بھیجا جائے......

اس کے بعد فاضل مصنفین نے اس لفظ کے یہودی لٹریچر میں استعمال کی بہت سی مثالیں دی ہیں مثلاً

1. Sheluhe Betdin : Delegates of the court of Justice.
2. Sheliah Zibbur : Congregational messenger or deputy or agent.
3. Sheluhim : Those sent forth to accomlish philan thropic tasks.
4. Sheliah Zoin : Delegate of Zoin as being regularly sent by the authorities of Babylonia to Palestine charged with official matters. [1]

عبرانی میں س عموماً ش سے بدل جاتا ہے۔ اور چونکہ عبرانی حروف تہجی میں خ نہیں ہے۔ اس لئے خ کے لئے وہ عموماً ح کو استعمال کرتے ہیں۔ اسی لئے مذکورہ تمام مثالوں میں شلیخا کی بجائے شلیحا کے مادہ کے مشتقات ملتے ہیں۔ تاہم اسی لفظ میں خ کا واضح استعمال بھی ملتا ہے۔ یعنی شیلیخ۔ چنانچہ Jesus in Rome کے مصنفین حضرت عیسے علیہ السلام کے متعلق ہی لکھتے ہیں :

Mansion's suggest his determination to become a SHELIAKH or Apostle like those sent from Jerusalem to confirm foreign jews in the faith while collecting the sanctuary tax. [2]

---

1. The Jewish Encyclopedea under APOSTLE.
2. Jesus in Rome by Robert Graves and Joshua Podro cassell & Co., London P. 13

کہ مسیح علیہ السلام اسی قسم کا شیلخ یا رسول بننے کا ارادہ رکھتے تھے۔ جیسے غیر ممالک میں رہنے والے یہودیوں کے ایمان کی تصدیق کے لئے ان سے چندہ جمع کرنے والے شیلخ (نمائندے) یروشلم سے بھیجے جاتے تھے۔

اسی طرح یہ مادہ شیلوخ کی شکل میں بھی ملتا ہے۔
انجیل یوحنا میں لکھا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے ایک مادر زاد اندھے کی آنکھوں پر اپنا لعاب دہن لگا اور پھر اُس سے کہا۔

" اُس سے کہا جا شیلوخ (جس کا ترجمہ بھیجا ہُوا ہے) کے حوض میں دھولے پس اس نے جاکر دھویا۔ اور بینا ہوکر واپس آیا" [1]

بریکٹ کے الفاظ بھی انجیل کے ہی ہیں۔ " بھیجا ہوا " کے معنی عربی میں رسول کے ہی ہیں گویا شیلوخ اور رسول ہم معنی ہیں۔
بائبل میں اس حوض کا ذکر اور تین مقامات پر آتا ہے۔

(۱) نحمیاہ ۳ : ۵ (۲) یسعیاہ ۸ : ۶ (۳) لوقا ۱ : ۴

اس حوض کے متعلق بائبل سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا پانی شفا بخش تھا۔ ممکن ہے اس نسبت سے ہی مرہم عیسیٰ کا نام مرہم شیلخا رکھا گیا ہو یعنی مرہم شفا۔ واللہ اعلم بالصواب۔
تاہم اس ساری تحقیق سے معلوم ہوتا ہے۔ مرہم کا نام شیلخا عبرانی میں رہنے دیا گیا تا اس بات کی طرف اشارہ ہو کہ یہ مرہم مسیح کے حواریوں نے تیار کی۔ اور مسیح علیہ السلام کے لئے تیار کی۔

مرہم عیسیٰ کے ماخذ۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی معرکۃ الآراء تصنیف "مسیح ہندوستان میں" کے تیسرے باب میں طبی کتب کی شہادات کے ضمن میں یہ تحریر فرمایا ہے۔
" ایک اعلیٰ درجہ کی شہادت جو حضرت مسیح کے صلیب سے بچنے پر ہم کو ملی ہے اور جو ایسی شہادت ہے کہ بجز ماننے کے کچھ بن نہیں پڑتا۔ وہ ایک نسخہ ہے جس کا نام مرہم عیسیٰ ہے جو طب کی صدہا کتب میں لکھا ہوا پایا جاتا ہے۔ ان کتابوں میں سے بعض ایسی ہیں جو عیسائیوں

---

[1] یوحنا ۹ : ۷ ۔ نوٹ: بعض تراجم میں اس نام کو سلوام SILOAM. لکھا گیا ہے۔

کی تالیف ہیں اور بعض ایسی ہیں کہ جن کے مؤلف مجوسی یا یہودی ہیں۔ اور بعض کے بنانے والے مسلمان ہیں۔ اور اکثر ان میں سے بہت قدیم زمانہ کی ہیں۔

تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ اوّل زبانی طور پر اس نسخہ کا لاکھوں انسانوں میں شہرہ ہو گیا اور پھر لوگوں نے اس کو قلم بند کر لیا۔

پہلے رومی زبان میں حضرت مسیح کے زمانہ میں ہی کچھ تھوڑا عرصہ واقعہ صلیب کے بعد ایک قرابادین تالیف ہوئی جس میں یہ نسخہ تھا اور جس میں یہ بیان کیا گیا تھا کہ حضرت عیسٰے علیہ السلام کی چوٹوں کے لئے یہ نسخہ بنایا گیا تھا۔[۱] پھر قرابادین مختلف زبانوں میں ترجمہ ہوئی یہاں تک کہ ماموں رشید کے زمانہ میں عربی زبان میں اس کا ترجمہ ہوا اور یہ خدا کی عجیب قدرت ہے کہ ہر ایک مذہب کے فاضل طبیب نے کیا عیسائی کیا یہودی اور کیا مجوسی اور کیا مسلمان سب نے اس نسخہ کو اپنی کتابوں میں لکھا ہے۔[۲]

اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان ۳۳ کتب کے نام دیئے ہیں جن میں مرہم عیسٰے کا نسخہ درج ہے۔ اور جو طب یونانی اسلامی کی بنیادی اور مستند کتب ہیں۔ یہ کتب تمام عالم اسلام میں خصوصاً اب تک طب کا بنیادی سرمایۂ تالیف ہیں۔ اور ان میں سے بہت سی کتب سترھویں صدی کے نصف تک یورپ کے میڈیکل کالجوں کے کورس کا اکثر حصہ ہوتی تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیش فرمودہ فہرست حسب ذیل ہے۔ (بتبدیلی ترتیب)

۱۔ حاوی کبیر للرازی	۷۔ شرح قانون قرشی	۱۳۔ قرابادین معصومی
۲۔ کامل الصناعۃ للمجوسی	۸۔ " " السدید الکازرونی	۱۴۔ " " ابن تلمیذ
۳۔ ذخیرہ خوارزم شاہی	۹۔ قرابادین رومی	۱۵۔ " " ابن ابی الصادق
۴۔ القانون بو علی سینا	۱۰۔ " " یونانی	۱۶۔ مجموعہ بقائی
۵۔ شرح قانون گیلانی	۱۱۔ " " ارزانی	۱۷۔ تذکرہ اولی الالباب داؤد انطاکی
۶۔ " " قطب الدین شیرازی	۱۲۔ " " علوی خان	۱۸۔ عمدۃ المحتاج للرشیدی

---

[۱] نوٹ۔ اس امر کی تائید کہ یہ نسخہ قرابادین رومی میں لکھا ہوا پایا گیا تھا دیکھئے مجمع الجوامع و ذخائر التراکیب معروف بہ قرابادین کبیر سید محمد حسین خان مطبوعہ نولکشور جلد ۲ صفحہ ۵۷۵

[۲] مسیح ہندوستان میں صفحہ ۵۶-۵۷ روحانی خزائن جلد ۱۵

۱۹۔ شفاء الانسقام	۲۴۔ مجالہ نافعہ	۲۹۔ منہاج الدکان
۲۰۔ مرآۃ الشفا (قلمی)	۲۵۔ طب شبیری	۳۰۔ زبدۃ الطب
۲۱۔ علاج الامراض شریف خان	۲۶۔ مخزن سلیمانی	۳۱۔ طب اکبر ارزانی
۲۲۔ تحفۃ المومنین	۲۷۔ شفاء الامراض	۳۲۔ میزان الطب
۲۳۔ محیط فی الطب	۲۸۔ طب دارشکوہی	۳۳۔ اکسیر اعظم

ان میں سے پہلی چار کتب کے تراجم کے متعلق معلومات مضمون کے آخر میں پیش ہیں۔

اس عظیم الشان شہادت کا ظہور مسیح موعود کے ذریعہ مقدر تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"یہ مرہم ایسا واقعہ مشہور تھا کہ کوئی فرقہ اور کوئی قوم اس سے منکر نہ ہو سکی۔ ہاں جب تک وہ وقت نہ آیا جو مسیح موعود کے ظہور کا وقت تھا۔ اس وقت تک ان تمام قوموں کے ذہن کو اس طرف التفات نہیں ہوئی کہ یہ نسخہ جو صدہا کتابوں میں درج اور مختلف قوموں کے کروڑہا انسانوں میں شہرت یاب ہو چکا ہے۔ اس سے کوئی تاریخی فائدہ حاصل کریں پس اس جگہ بجز اس کے کچھ نہیں کہہ سکتے۔ کہ یہ خدا کا ارادہ تھا کہ وہ چمکتا ہوا حربہ اور وہ حقیقت نما برہان کہ جو صلیبی اعتقاد کا خاتمہ کرے۔ اس کی نسبت ابتداء سے یہی مقدر تھا کہ مسیح موعود کے ذریعہ سے دنیا میں ظاہر ہو۔ کیونکہ خدا کے پاک نبی نے یہ پیشگوئی کی تھی کہ صلیبی مذہب نہ گھٹے گا۔ اور نہ اس کی ترقی میں فتور آئے گا۔ جب تک کہ مسیح موعود دنیا میں ظاہر نہ ہو۔ اور وہی ہے جو کسر صلیب اس کے ہاتھ پر ہوگی۔ اس پیشگوئی میں یہی اشارہ تھا کہ مسیح موعود کے وقت میں خدا کے ارادہ سے ایسے اسباب پیدا ہو جائیں گے جن کے ذریعہ سے صلیبی واقعہ کی اصل حقیقت کھل جائے گی۔ تب انجام ہوگا اور اس عقیدہ کی عمر پوری ہو جائے گی۔ لیکن کسی جنگ اور لڑائی سے نہیں بلکہ محض آسمانی اسباب سے جو علمی اور استدلالی رنگ میں دنیا میں ظاہر ہوں گے .... پس ضرور تھا کہ آسمان ان امور اور ان شہادتوں اور ان قطعی اور یقینی ثبوتوں کو ظاہر نہ کرتا جب تک کہ مسیح موعود دنیا میں نہ آتا۔ اور ایسا ہی ہوا۔ اور اب سے جو وہ موعود ظاہر ہوا۔ ہر ایک کی آنکھ کھلے گی۔ اور غور کرنے والے غور کریں گے ...... کیونکہ خدا کا مسیح آگیا۔ اب ضرور ہے کہ دماغوں میں روشنی اور دلوں میں توجہ اور قلموں میں زور اور کمروں میں

ہمت پیدا ہو۔ اور اب ہر ایک سعید کو فہم عطا کیا جائے گا، اور ہر ایک رشید کو
عقل دی جائے گی کیونکہ جو چیز آسمان میں چمکتی ہے۔ وہ ضرور زمین کو منور کرتی ہے۔
مبارک وہ جو اس روشنی سے حصہ لے۔"
(مسیح ہندوستان میں ص۶۲)

حرفِ آخر۔

جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ مرہم عیسیٰ حق کے طالبوں کے لئے ایک عظیم الشان شہادت ہے۔ مضمون کے تفصیلی مطالعہ سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچتی ہے۔ کہ عیسیٰ علیہ السلام کے دعوئے نبوت کے بعد ان سے ضرور کوئی ایسا واقعہ پیش آیا تھا جس میں آپ کا جسم شدید ضربات جراحات اور صدمات کا نشانہ بنا تھا۔ جو لوگ سمجھتے ہیں کہ مسیح علیہ السلام کے ساتھ صلیب کا واقعہ پیش ہی نہیں آیا۔ تو پھر کسی اور واقعہ کی نشاندہی کا بارِ ثبوت ان کے ذمہ ہے۔ اور جو لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ مسیح علیہ السلام کے ساتھ صلیب کا واقعہ پیش آیا۔ اور صلیب پر آپ نے جان دے دی۔ تو ایک مُردہ کے لئے اس قدر مشہور مرہم کے استعمال کی کیا توجیہہ ہو سکتی ہے؟

" اب اے محققوں کی روحو! اس اعلیٰ ثبوت کی طرف دوڑو۔ اور اے منصف مزاجو!
اس معاملہ میں ذرا غور کرو۔ کیا ایسا چمکتا ہُوا ثبوت اس لائق ہے کہ اس پر توجہ نہ کی جائے؟
کیا مناسب ہے کہ ہم اس آفتابِ صداقت سے روشنی حاصل نہ کریں۔"
(مسیح ہندوستان میں ص۶۲)

مضمون کے آخر میں یہ تاریخی واقعہ ذکر کرنا ضروری ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک صحابی حکیم محمد حسین صاحب جو حکیم مرہم عیسیٰ کے نام سے مشہور ہیں نے مرہم عیسیٰ کا یہ نسخہ بڑی محنت سے تیار کیا تھا اور بڑے سائز کے اشتہار پر شائع کرکے لاہور کی دیواروں پر لگا دیا۔ عیسائیوں کی شکایت پر لاہور کے انگریز ڈپٹی کمشنر کے حکم سے سارے اشتہار اتروا دیئے گئے۔ آپ نے اس پر عدالت کی طرف رجوع کیا۔ اور یہ کیس ہائیکورٹ تک پہنچا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے دست مبارک سے ایک عرضداشت تیار کی اور خواجہ کمال الدین صاحب سے کہا کہ وہ یہ پیش کریں۔ "انجیل سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح نے صلیب کے بعد اپنے صلیبی زخم حواریوں کو دکھلائے تھے۔ اور حواریوں میں ایک طبیب بھی تھا۔ چنانچہ لوقا کے متعلق انجیلوں میں لکھا ہے۔ پیارا طبیب۔ طب کی کتابوں میں لکھا ہے کہ یہ مرہم مسیح کے لئے بنائی گئی تھی۔" انگریز ججوں نے یہ کیس دلچسپی کے ساتھ سنا اور حکیم صاحب کے حق میں فیصلہ دے دیا۔ (طبی ماہنامہ عالی مصنفہ حکیم محمد حسین مرہم عیسیٰ)

مرہم عیسیٰ کے ماخذ

چار مستند اور قدیم ترین کتب کے بارے میں مفید معلومات

۱۔ حاوی کبیر للرازی CONTINENS

مصنف :- ابوبکر محمد بن زکریا رازی (۸۶۴ - ۹۳۲) مطابق ۳۲۰ھ مغرب میں Rhazes کے نام سے مشہور ہیں۔ موجودہ تہران سے چند میل کے فاصلہ پر رَے کے رہنے والے تھے۔ الفہرست ابن الندیم کے بیان کے مطابق رازی نے اہم کتب تصنیف کیں۔ لاطینی میں ان کی بہت سی کتب کے تراجم شائع ہو چکے ہیں المنصوری جسے رازی نے اپنے سرپرست خراسان کے بادشاہ منصور بن اسحاق کے لئے لکھا تھا۔ Liber Almansoris کے نام سے اس کا لاطینی ترجمہ ۱۴۸۹ء میں شائع ہوا تھا۔ رازی کی کتاب الجدری والحصبہ عربی متن لاطینی ترجمہ کے ساتھ وینس سے ۱۵۶۵ء میں اور لنڈن سے ۱۷۶۶ء میں چیننگ نے شائع کیا۔ اس کتاب کا انگریزی ترجمہ Green Hill نے کیا اور سیڈنہم سوسائٹی کے زیر اہتمام ۱۸۴۸ء میں شائع ہوا۔ یہ رسالہ یورپ میں De Psteletia کے نام سے مشہور ہے۔ گردہ اور مثانہ کی پتھری کے متعلق رازی کا رسالہ عربی متن اور فرانسیسی ترجمہ کے ساتھ ڈاکٹر ڈی پی کیننگ نے لیڈن سے ۱۸۹۶ء میں شائع کیا تھا [1]

ڈاکٹر ایڈورڈ جی براؤن رازی کی عظیم شخصیت کا اعتراف کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

"میں اس سلسلے میں نیوبرگر Neuburger پیجل Pagel اور دیگر مورخین طب کی رائے سے پورا اتفاق کرتا ہوں کہ باوجودیکہ بوعلی سینا نے زیادہ شہرت اور مقبولیت حاصل کی ہے۔ لیکن وہ گراں قدر طبی یادداشتیں جو رازی نے اپنے زیر علاج مریضوں کے حالات کا مشاہدہ کر کے لکھی ہیں۔ جن میں سے بعض حاوی کے اس قلمی نسخہ

---

[1] Arabian Medicine by E.G. Brown

کی ایک جلد میں درج ہیں جو آج ہمارے پاس بوڈلین لائبریری میں موجود ہے۔ رازی کو ان چاروں اطباء میں سے سب سے افضل و برتر قرار دیتی ہیں اور اس بناء پر یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ اسلام نے تیرہ صدیوں میں جتنے اطباء پیدا کئے ہیں، رازی کا مرتبہ ان سب میں سے بلند ہے۔" ؎۱

حاوی کبیر۔ رازی کی یہ مشہور ترین طبی تالیف مغرب میں کے نام سے مشہور ہے۔ برٹش میوزیم لنڈن۔ بوڈلین لائبریری۔ ایسکوریال۔ میونخ۔ پیٹروگراڈ اور برلن میں اس کے اجزاء منتشر ہیں۔

ابن ابی اصیبعہ اس کتاب کے متعلق لکھتا ہے۔

ھو اجل کتبہ و اعظمھا فی صناعۃ الطب یہ کتاب علم طب میں رازی کی جلیل القدر اور عظیم المرتبت تالیف ہے۔ کیونکہ اس کتاب میں اس نے امراض اور علاج الامراض کے سلسلہ میں ان تمام متفرق معلومات کو یکجا کیا ہے۔ جو متقدمین کی کتب طب میں موجود تھیں اس کتاب میں رازی نے ہر قول کو اس کے قائل کے نام سے ذکر کیا ہے۔ ؎۲

ابن خلکان لکھتے ہیں:

ھو عمدۃ الاطباء فی النقل منہ والرجوع الیہ عند الاختلاف ؎۳

کہ اطباء کے لئے یہ کتاب اقتباس لینے اور اختلاف کے وقت اس کی طرف رجوع کرنے میں قابل اعتماد ہے۔

Dr. D. campble لکھتے ہیں:

" رازی کی کتاب الحاوی اس کی ایک بہت بڑی اور اہم یادگار ہے۔ یہ کتاب علم طب اور علم جراحت کی انسائیکلو پیڈیا ہے ...... یہ تالیف عرصہ تک علم الادویہ کے متعلق یورپ میں مستند معلومات کا سر چشمہ قرار دی جاتی رہی ہے۔ ؎۴

؎۱ Arabian Medicine by E.G. Brown

؎۲ طبقات الاطباء، جلد اوّل ص۳۱۵ مطبوعہ قاہرہ ؎۳ وفیات الاعیان ص۲۸۹

؎۳ وفیات الاعیان جلد ۲ ص۲۸۹

؎۴ Arabian Medicine By Dr. D. campble Vol. 2 P. 235

Dr. E.G. Brown لکھتے ہیں:-

۱- رازی کی حاوی علم العلاج اور علم الادویہ میں عربی طب کے محقق کے لئے غالباً بہت نفع بخش ہے۔

۲- کتاب حاوی ..... عربی سرمایہ علم میں اپنی شان کی تنہا کتاب ہے۔ جو عدیم النظیر خصوصیات کی مالک ہے۔ [۱]

چونکہ یہ کتاب بہت ضخیم تھی اس لئے مغرب میں اس کے تراجم اور اشاعت کثرت سے نہ ہو سکی۔

۴- کامل الصناعۃ تصنیف علی بن عباس المجوسی LIBER REGIUS.

مصنف:- علی بن عباس المجوسی (وفات ۳۸۴ھ مطابق ۹۹۴) مغرب میں Haly Abbas کے نام سے مشہور ہیں۔ اھواز (ایران) کے رہنے والے تھے۔ عضد الدولہ الدیلمی (۹۴۹-۹۸۲) کے طبیب خاص تھے۔ اپنے زمانہ کے مشہور طبیب اور مصنف تھے۔ ابن ابی اصیبعہ نے اپنی کتاب میں ان کے متعلق لکھا ہے:

کان طبیباً مجیداً متمیزاً فی صناعۃ الطب [۲]

الغرض یہ کتاب الملکی کے نام سے زیادہ مشہور ہے۔ کیونکہ اسے اس نے دیلمی خاندان کے بادشاہ عضد الدولہ فناخسرو بن رکن الدولہ ابی علی حسن بن بویہ الدیلمی کے لئے لکھا تھا۔ جیسا کہ علی بن عباس نے خود اپنی کتاب کے دیباچہ میں تحریر کیا ہے۔ [۳]

قفطی نے اس کتاب کے متعلق لکھا ہے۔

"یہ کتاب درحقیقت ایک عظیم الشان کارنامہ اور ایک گراں قدر طبی خزانہ ہے۔ جس میں فن طب کی علمی اور ادبی معلومات کو ایک دلچسپ ترتیب کے ساتھ جمع کیا گیا ہے۔ اس تالیف کو مؤلف کے عہد میں ہی بے حد مقبولیت حاصل تھی اور لوگ بڑی محنت اور دلچسپی کے ساتھ اسے پڑھتے تھے۔ تاآنکہ بوعلی سینا کی تصنیف قانون نے اس کی ہر دلعزیزی کو کم کر دیا۔ اور لوگوں کی توجہ الملکی کی طرف سے کم ہو گئی۔ ثانی الذکر کتاب علمی لحاظ سے اور اوّل الذکر

---

[۱] Arabian Medicine by E.G. Brown

[۲] طبقات الاطباء جلد اوّل ص ۲۳۶

[۳] طب عرب ای جی براؤن پر حکیم سید علی نیر واسطی کا نوٹ ص ۲۹۵

علمی حیثیت سے تفوق اور فضیلت رکھتی ہے۔ [۱]
اس کتاب کا لاطینی ترجمہ مشہور فلسفی سٹیفن نے کیا۔ جو پہلی بار وینس سے Liber Regius
کے نام سے ۱۴۹۲ء میں شائع ہوا۔ اور مائیکل ڈی کیپلا Michael de Capella کے تحشیہ
کے ساتھ لائنس سے ۱۵۲۳ء میں شائع ہوا۔
اس کتاب کا دوسرا اور تیسرا مقالہ علم تشریح Anatomy پر مشتمل ہے۔ اس حصہ کا عربی متن
ڈاکٹر پی۔ ڈی کیننگ نے اپنے فرانسیسی ترجمہ کے ساتھ لیڈن سے ۱۹۰۳ء میں شائع کیا تھا۔ اور ان کی کتاب
Trois Traites de Anatomie Arabs میں یہ پورا
مضمون ص۹ سے ۱۳۴ تک درج ہے۔ [۲]
۱۲۹۴ھ مطابق ۱۸۷۷ء میں اس کا عربی متن قاہرہ سے شائع ہوا ہے۔

۳۔ القانون لابن سینا The Canon of Medicine

مصنف:۔ ابوعلی حسین بن عبداللہ بو سینا (۹۸۰-۱۰۳۷ء مطابق ۴۲۸ھ) جو مغرب میں Avicenna
کے نام سے مشہور ہیں۔ بخارا کے نزدیک افشنہ میں پیدا ہوئے۔ ۱۸ سال کی عمر میں طبیب کی حیثیت سے معروف
ہوئے۔ فلسفہ۔ طب۔ دینیات۔ اقلیدس۔ فلکیات اور لسانیات میں ان کی ۹۹ تصانیف ہیں۔ جو سب کی سب
عربی میں ہیں سوائے دو کے دانش نامہ علائی (برٹش میوزیم) اور نبض کے متعلق ایک رسالہ فارسی میں ہیں۔ برٹش
میوزیم میں ان کی ایک مشہور طبی کتاب الادویۃ القلبیۃ بھی موجود ہے
ابن سینا اسلامی لٹریچر میں شیخ الرئیس اور معلم ثانی بعد از ارسطو کے طور پر مشہور ہیں۔ نظامی عروضی نے
اپنی کتاب چہار مقالہ میں شیخ کے متعلق لکھا ہے۔

"ارسطو کے عہد کے بعد پندرہ صدیوں تک کوئی ایسا فلسفی دنیا میں نہ آیا جو اس کی تعلیم کی
گہرائیوں تک پہنچا ہو۔ اور جسبو نے وہ بلند مرتبہ حاصل کیا ہو جس پر ارسطو فائز تھا۔ بالآخر
افضل المتاخرین۔ فلسفی مشرق آیۃ من آیات اللہ ابوعلی حسین بن عبداللہ بن سینا پیدا
ہوا اور اس کو یہ شرف حاصل ہوا۔ [۳]

---

۱ تاریخ الحکماء للقفطی ص۲۳۲ ۲ Arabian Medicine by E.G. Brown
۳ چہار مقالہ ص۷۰-۷۱ مطبوعہ گب میموریل ٹرسٹ۔

ڈاکٹر ڈانلڈ کیمبل لکھتے ہیں

"ابن سینا لاطینی مغرب میں بادشاہ طب کے لقب سے مشہور تھا۔ اور تمام عربی حکماء اور فلسفیوں سے زیادہ مشہور و معروف تھا۔ تمام دنیائے اسلام اور مغربی یورپ پر اس کا رعب چھایا ہوا تھا اور اس کی تصانیف تمام مسیحی طلباء کے نصاب تعلیم کا اہم حصہ تھیں۔"[1]

پھر لکھتے ہیں:۔

"یورپ کی یونیورسٹیوں میں پندرھویں صدی کے آخر تک کل نصاب تعلیم کا نصف سے زیادہ حصہ قانون ہی ہے۔ اور مونٹ پلیئر Montpellier اور لووین Louvain میں قانون ۱۶۵۰ء تک داخل نصاب تھا۔"[2]

اور ڈاکٹر ای جی براؤن لکھتے ہیں۔

"قانون کی قاموسانہ شان۔ قابل تعریف ترتیب و تبویب۔ فلسفیانہ انداز بیان۔ جدت مضامین طب کے علاوہ دیگر شعبہ ہائے علوم و فنون کے میدانوں میں اس کے مؤلف کی زبردست شہرت کے ساتھ مل کر دنیائے اسلام کے طبی لٹریچر میں اس کو ایک خاص بلند مرتبہ پر پہنچا رہی ہے اس لئے ابتدائی عہد کی رازی Rhazes اور مجوسی Haly Abbas کی طبی تصانیف جن کی خوبیاں بلاشبہ مسلم ہیں۔ قانون کی وجہ سے عملی طور پر کتب منسوخ قرار دی گئیں۔"[3]

قانون مغرب میں The Canon کے مختصر نام اور Canon of Medicine کے پورے نام سے مشہور تھا۔ اس کا پہلا لاطینی ترجمہ Gerard of Cremona نے کیا۔ جو ۱۴۷۳ء میں شائع ہوا۔ اس کے بعد لاطینی میں اس کے تیس ایڈیشن علی الترتیب ۱۴۷۳ء، ۱۴۷۶ء، ۱۴۸۲ء، ۱۴۸۶ء، ۱۵۲۷ء، ۱۵۴۴ء، ۱۵۵۵ء، ۱۵۹۵ء اور ۱۶۰۸ء میں۔ روم سے جیرارڈ کا ترجمہ ۱۵۹۳ء اور ۱۸۷۷ء میں پادوی سے ۱۵۱۰ء اور ۱۵۲۰ء میں وینس سے، ۱۵۲۲ء، ۱۵۳۰ء اور ۱۵۴۳ء میں اور مشہور طبیب پرو لیٹنوس نے ۱۵۴۴ء میں اور باسل سے ۱۵۵۶ء میں شائع ہوئے۔ دنیائے اسلام میں عربی اور فارسی میں قانون کی بے شمار شرح اور

---

[1] Arabian Medicine By Dr. D. campble Vol. I P.78

[2] Abid Vol. 1 P. 69

[3] Arabian Medicine by E.G. Brown

تلخیصات ہوئیں۔

شرح اقسائی۔ شرح کرمانی۔ شرح تبریزی۔ شرح السدیدی۔ شرح نفیسی۔ شرح خجندی۔ شرح سمرقندی شرح آملی۔ شرح قرشی اور شرح گیلانی چند مشہور شرح ہیں۔ تلخیصات میں حکیم محمد اکبر ارزانی نے قانونچہ کے نام سے فارسی میں اور ابوالحسن قرشی نے موجز القانون کے نام سے تلخیص کی ہے۔[1]

۲۔ ذخیرہ خوارزم شاہی

یہ کتاب مغرب میں HESAGPS کے نام سے مشہور ہے۔ یہ فارسی زبان میں طب کی ایک جلیل القدر تصنیف ہے۔ جسے سید زین الدین اسمٰعیل جرجانی نے بارھویں صدی عیسوی میں خوارزم Khewa کے ایک بادشاہ کے لئے مرتب کیا تھا۔

ڈاکٹر Edward, G. Brown نے اس کتاب کے متعلق لکھا ہے۔

"یہ کتاب مضامین اور ضخامت کے اعتبار سے اگر قانون شیخ سے زیادہ نہیں تو برابر ضرور ہے۔ یہ تالیف گرامی علم طب میں ایک انسائیکلوپیڈیا کی حیثیت رکھتی ہے"

(طب عرب اردو ترجمہ صفحہ ۱۲۹)

فونانک نے اپنی کتاب " ایرانی طب میں سرمایۂ تالیفات "

Zur Quellenk·unde Der Persischen Medizn

میں اس کتاب کا تفصیل سے ذکر کیا ہے۔

— رسالہ ماہنامہ انصار اللہ توسیع اشاعت —

کے سلسلہ میں آپکے تعاون کا محتاج ہے

---

[1] طب عرب حواشی حکیم سید نیر واسطی

خدا کے نبیوں میں جذب و کشش کا سبب انسانی ہمدردی ہے

"خدا کے نبیوں اور رسولوں میں جو ایک قوت جذب اور کشش پائی جاتی ہے. اور ہزارہا لوگ کی طرف کھچے جاتے اور ان سے محبت کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ اپنی جان بھی ان پر فدا کرنا چاہتے ہیں اس کا سبب یہی ہے کہ نوعِ انسان کی بھلائی اور ہمدردی ان کے دل میں ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ وہ ماں سے بھی زیادہ انسانوں سے پیار کرتے ہیں۔ اور اپنے تئیں دکھ اور درد میں ڈال کر بھی ان کے آرام کے خواہشمند ہوتے ہیں۔ آخر ان کی سچی کشش سعید دلوں کو اپنی طرف کھینچنی شروع کر دیتی ہے۔"

(چشمۂ مسیحی صفحہ ۳۷)

مثالی کارکردگی

امسال مکرم چوہدری شریف احمد صاحب وڑائچ زعیم اعلیٰ مجلس انصار اللہ ناظم آباد کراچی نے سال ۷۹ء/۷۸ء کے بجٹ کی تشخیص کرتے وقت باقاعدہ تجنید کی۔ فارم پُر کرائے صحیح آمد لکھوائی اور دستخط کروائے۔ اس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے اراکین کی تعداد جو سال گزشتہ ۱۶۰ تھی. بڑھ کر ۲۰۲ ہو گئی۔ اور بجٹ سال گزشتہ کے مقابلہ میں دوگنا سے بھی زیادہ ہو گیا۔ الحمدللہ۔ یہ بجٹ ہر مجلس سے زیادہ ہے اور معیاری اور مثالی ہے۔ دیگر شہری مجالس کے لئے قابلِ تقلید ہے۔ اللہ تعالیٰ مکرم چوہدری شریف احمد صاحب وڑائچ اور ان کے رفقائے کار کو اپنے بے شمار فضلوں سے نوازے اور ان کے عزائم و مقاصد میں کامیابی و کامرانی فرمائے۔ آمین

(قائد مال مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ

ماہنامہ "انصار اللہ" مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان ہے۔ اس رسالہ نے گزشتہ سولہ سال میں خدا تعالیٰ کے فضل سے تربیت کی ذمہ داری کو بڑے عمدہ رنگ میں پورا کیا ہے۔ قمر الانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسالہ کے متعلق فرمایا کہ

"یہ رسالہ خدا تعالیٰ کے فضل سے بڑی قابلیت کے ساتھ لکھا جاتا اور ترتیب دیا جاتا ہے اس لئے اکثر مضامین بہت دلچسپ اور دماغ میں جلا پیدا کرنے اور روح کو روشنی عطا کرنے میں بڑا اثر رکھتے ہیں۔"

انصار اللہ کو چاہیئے کہ اس رسالہ کو ہر جہت سے ترقی دینے کی کوشش کریں۔ اس رسالہ کی قیمت دس روپے سالانہ مقرر ہے۔ مجلس شوریٰ انصار اللہ ۱۹۵۹ء کے فیصلہ کے مطابق ہر مجلس اپنی گرانٹ میں سے کم از کم ایک رسالہ ضرور جاری کروائے۔ شکریہ

(مینیجر ماہنامہ انصار اللہ ربوہ)

مارچ ۱۹۷۸ء

شتہ سولہ

ا کیا ہے۔

ے کے متعلق

سالہ کی

ی گرانٹ میں

بھائیو ! جلد توبہ کرو تا ھلاک نہ ہو جاؤ

''بھائیو ! جلد توبہ کرو تا ھلاک نہ ہو جاؤ کیونکہ کوئی عمل بد نہیں جس پر مواخذہ نہ ہو گا اور کوئی بد دیانتی نہیں جس کی وجہ سے انسان پکڑا نہ جائے - جس نے کسی بخل کی وجہ سے اپنا دین خراب کر لیا اور کسی تعصب کیوجہ سے حق کو چھوڑ دیا وہ کیڑا ہے نہ انسان ، وہ درندہ ہے نہ آدمی - لیکن نیک آدمی ایک پاک خیال کے ساتھ سوچتا ہے اور اس کا حکمت اور حق کے ساتھ کلام ہوتا ہے نہ ٹھٹھے اور ھنسی کے رنگ میں ، اور وہ صداقت اور انصاف کے پاک جذب سے بولتا ہے نہ غضب اور غصہ کی کشش سے ، اس لئے خداتعالی اس کی مدد کرتا ہے اور روح القدس اس کے دل پر روشنی ڈالتا ہے لیکن ناپاک دل اور گندی طبیعت والا سچائی کے استخراج کے لئے کچھ بھی کوشش نہیں کرتا اور ایک دھوکہ جو پہلے دن سے ہی اسکو لگ جاتا ہے اسی کی پیروی کرتا چلا جاتا ہے اور پھر تعصب اور کج بحثی کی وجہ سے خدا تعالی اس کے دل کا نور چھین لیتا ہے اور کا پچھلا حال پہلے سے بھی بدتر ہو جاتا ہے -

مگر نیک سرشت آدمی اپنی رائے کے بدلنے سے ہرگز نہیں ڈرتا جب دیکھتا ہے کہ ایک صداقت کی تکذیب میں مجھ سے غلطی ہوئی تو اس کا بدن کانپ جاتا ہے اور آنکھوں میں آنسو بھر آتے ہیں اور سچائی کے خون سے اس مجرم سے زیادہ ڈرتا ہے جس نے ایک بے گناہ اور معصوم بچے کو ناحق قتل کر دیا ہو - سو خدا جو کریم و رحیم ہے اسے قبول کر لیتا ہے اور اسکی عظمت دلوں میں ڈال دیتا ہے-''

(ضیاءالحق ۲۳)

ناٹیٹل نصرت آرٹ پریس ربوہ میں چھپا